www.KitaboSunnat.com

سے موصل پر حکمران تھے۔ مختار نے انھیں اپنی مدد کے لئے بلانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ کیونکہ اسے پورا یقین تھا کہ اس کا زبردست کوفی لشکر مصعب سے بخوبی نپٹ لے گا۔ احمد بن سلیط اور مصعب کی فوجیں مذار کے میدان میں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ مذار زیریں عراق کے ضلع میسان کا ایک اہم شہر تھا۔ احمد کی فوج میں غیر عربوں کی ایک بڑی تعداد تھی۔ دوسری طرف مصعب کی تمام فوج عربوں پر مشتمل تھی۔ ان میں بہت سے ایسے کوفی بھی شامل تھے جو مختار کے ظلم سے ڈر کر بصرہ بھاگ گئے تھے۔ دونوں فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی مصعب اور مہلب کی ذاتی شجاعت اور جنگی مہارت نے مختار کی فوج کو زیادہ دیر تک میدانِ جنگ میں نہ ٹکنے دیا اور وہ بُری طرح شکست کھا کر پسپا ہوئی۔ مفرور کوفیوں کا اس بصری فوج نے تعاقب کیا اور مختار کے ہزاروں آدمیوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اس جنگ میں عبیداللہ بن علی رض (بقول بعض عمر بن علی رض) مصعب کی طرف سے مختار کے خلاف لڑتے ہوئے مارے گئے۔ پہلے وہ مختار کے ساتھ تھے لیکن کسی بات پر اس سے ناراض ہو کر مصعب سے جا ملے تھے۔ معجم البلدان کی روایت کے مطابق مذار میں عبیداللہ بن علی رض کی قبر ہے۔ جس کی زیارت کے لئے دُور دُور سے لوگ آتے ہیں۔ ایک دُوسری روایت کے مطابق عبیداللہ بن علی رض مختار کی طرف سے لڑتے ہوئے مقتول ہوئے۔ واللہ اعلم

(۲)

مذار میں مختار کی فوجوں کو شکست دینے کے بعد مصعب کوفہ کی طرف بڑھے۔ اب مختار کوفہ سے باہر نکل کر خود مصعب کے مقابلے پر آیا۔ مصعب

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے اس کی پہلی جھڑپ سیحون کے مقام پر ہوئی۔ سیحون کوفہ اور قادسیہ کے درمیان ایک اہم فوجی مقام تھا۔ مختار تابِ مقاومت نہ لا سکا اور پیچھے ہٹ کر صرداء کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ صرداء کوفہ کے باہر دو میل کے فاصلے پر ایک گاؤں تھا۔ مصعب کی فوجیں یلغار کرتی ہوئی صرداء پہنچیں اور ایک خون ریز معرکہ کے بعد مختار کو یہاں بھی شکست دی۔ مختار کے ہزاروں ساتھی اس معرکہ میں کھیت رہے۔ مختار پیچھے ہٹ کر کوفہ میں داخل ہو گیا۔ مصعب کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور کوفہ شہر میں بھی مختار کی طاقت کا خاتمہ کر دیا۔ مختار اب دارالامارۃ میں محصور ہو گیا۔ کوفیوں نے ایک بار پھر اپنی متلون فطرت کا مظاہرہ کیا اور ہزاروں آدمی مختار کا ساتھ چھوڑ کر مصعب سے جا ملے۔ صرف ایک ہزار آدمیوں نے دارالامارۃ میں مختار کا ساتھ دیا۔ مصعب نے محاصرے میں نہایت سختی کی۔ دارالامارۃ میں سامانِ رسد کی پہلے ہی کمی تھی۔ مصعب کے سخت محاصرے کی تاب لانا مختار کے بس کی بات نہ رہی۔ چالیس دن کی محصوری کے بعد اس نے باہر نکل کر مرنے مارنے کا تہیّہ کر لیا۔ اس کے کچھ ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ مصعب سے امان طلب کرو۔ وہ شجاع اور نرم مزاج آدمی ہیں۔ یقین ہے ضرور امان دیں گے۔ مختار نے اس مشورہ کو رد کر دیا اور کمال ہمّت اور دلیری کا مظاہرہ کیا۔ اس نے اپنے لباس پر عطر چھڑکا۔ سر میں خوشبودار تیل ڈالا اور اپنے حفاظتی دستہ اور دوسرے ساتھیوں کو للکارتے ہوئے نکلا کہ آؤ جوانمردوں کی موت مریں۔ صرف انیس آدمیوں نے اُس کا ساتھ دیا۔ باقی سب دارالامارۃ کے اندر بیٹھے رہے۔ مختار اور اُس کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انیس ساتھی مردانہ وار لڑے لیکن ہزارہا دشمنوں کے سامنے ان کی کیا حیثیت تھی۔ مختار کے سارے ساتھی اس کے گرد پروانہ وار لڑ کر مارے گئے لیکن اس نے پھر بھی ہمت نہ ہاری اور دارالامارۃ کی دیوار کی آڑ لے کر نہایت جرأت سے لڑتا رہا۔ اس کا جسم زخموں سے چور چور ہو گیا تھا لیکن ہتھیار ڈالنا گوارا نہ تھا۔ آخر بنی حنفیہ کے دو نوجوانوں طرفہ و طراف (پسران عبداللہ بن دجاجہ حنیفی) نے آگے بڑھ کر اس پر ایک ساتھ تلواروں کے وار کئے اور نیچے گرا کر سر کاٹ لیا۔ قتل کے وقت مختار کی عمر تریسٹھ برس کی تھی۔ اس کا سر مصعب کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس کے صلہ میں ایک کثیر رقم انعام دی۔ مختار کا واقعہ قتل ۱۴ رمضان المبارک ۶۷ ہجری کے دن پیش آیا۔[1] مصعب نے مختار کے

---

[1] اخبار الطوال میں مختار کے واقعہ قتل کے متعلق ایک عجیب روایت درج ہے موت کی جنگ لڑنے سے پہلے دارالامارۃ میں مختار نے اپنے مقربِ خاص سائب بن مالک اشعری کو بلا کر کہا: "اے دوست ہمارے ساتھ نکلو اور دین کے لئے نہیں بلکہ حسب کے لئے دشمن سے آخری جنگ لڑیں"۔ سائب کے لئے مختار کے یہ الفاظ غیر متوقع تھے اس نے "اناللہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اور کہا "ابواسحاق (مختار کی کنیت) لوگ تو اب تک یہ سمجھ رہے تھے کہ تم سب کچھ دین کی خاطر کر رہے ہو"۔ مختار نے جواب دیا۔ "میری جان کی قسم یہ سب لڑائیاں دُنیا طلبی کے لئے تھیں۔ مَیں نے دیکھا کہ حجاز پر عبداللہ بن زبیرؓ کا تسلط ہے۔ شام پر عبدالملک بن مروان حکمران ہے۔ عروض پر نجدہ حروری قابض ہے۔ خراسان عبداللہ بن خازم کے زیرِ حکومت ہے۔ مَیں ان میں سے کسی سے کم نہ تھا۔ اس لئے میرے دل میں بھی حصولِ حکومت کا جذبہ پیدا ہوُا۔ اس مقصد کے لئے مَیں نے انتقامِ حسینؓ کو اپنا وسیلہ بنایا"۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دونوں ہاتھ کٹوا کر جامع کوفہ کے دروازے پر لٹکا دیئے جو مدتوں وہاں لٹکتے رہے۔ مختار کے جو آدمی میدانِ جنگ سے گرفتار ہوئے اور جو قصرِ امارۃ سے پکڑے گئے، مل ملا کر چھ ہزار تھے۔ مہلب بن ابی صفرہ نے رائے دی کہ ان سب کو رہا کر دیا جائے لیکن دوسرے لوگوں نے اُن کی رہائی کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ رہا ہو کر یہ لوگ فتنہ برپا کریں گے پہلے بھی یہ لوگ مختار کے ہاتھ پر بیعت کر کے گنہگاروں کے ساتھ ہزاروں بیگناہوں کو قتل کر چکے ہیں۔ مصعب نے چار و ناچار ان کے قتل کا حکم دیا۔ ان میں تقریباً سات سو عرب اور باقی سب ایرانی تھے۔ مصعب کے حکم سے سب کو قتل کر دیا گیا اور اہلِ کوفہ نے اطمینان کا سانس لیا۔

(۳)

مختار کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ فنِ حرب میں زبردست مہارت رکھتا تھا۔ لڑائی میں تیر و تلوار کے علاوہ وہ فکر و نظر کو بھی کام میں لاتا اور حیرت انگیز جنگی چالیں چلتا۔ عام طور پر وہ اپنے ماتحت افسروں کو چھوٹے چھوٹے تیز رفتار دستوں سے دشمن پر حملہ کرنے کی ہدایت کرتا تھا۔ اس سے دشمن کی قوتِ مقاومت کمزور ہو جاتی تھی۔ جزیرہ کی پہلی لڑائی میں اپنے سپہ سالار یزید بن انس کو یہ ہدایات دے کر ابنِ زیاد کے مقابلے پر روانہ کیا:

(۱) میدانِ جنگ میں پہنچ کر دشمن سے بحث مباحثہ نہ کرنا اور جارحانہ اقدام کا موقع اپنے ہاتھ میں رکھنا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲) دشمن کو کامیابی سے حملہ کرنے کا موقع نہ دینا۔

(۳) میں تیز رفتار فوجی دستے یکے بعد دیگرے مسلسل تمہارے پاس بھیجتا رہوں گا۔ اس سے تمہاری فوج کے حوصلے بڑھیں گے اور دشمن سراسیمہ ہو جائے گا۔

اسی طرح اس نے ابراہیم بن مالک اشتر کو بھی ابن زیاد کے مقابلے پر بھیجتے وقت نہایت مفید ہدایات دیں، ان کی تفصیل پیچھے آچکی ہے۔

کوفہ پر قبضہ کرتے وقت اس نے شہر میں منادی کرا دی کہ جو غلام ہم سے آملے گا آزاد ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں غلام اُس کے پاس بھاگ آئے اور اس کی قوت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔

ایسے زیرک اور جنگجو دشمن کا خاتمہ ابنِ زبیرؓ کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ اب عراق میں ان کی حکومت بحال ہو گئی۔ انھوں نے مصعب کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور بصرہ پر اپنے فرزند حمزہ بن عبداللہ کو امیر بنا کر بھیجا۔ حمزہ اہلِ بصرہ کو خوش نہ رکھ سکے۔ ان کے خلاف ابنِ زبیرؓ کے پاس پے در پے شکایات پہنچیں۔ آخر ۶۸ھ میں ابنِ زبیرؓ نے حمزہ کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا اور بصرہ اور کوفہ دونوں کی امارت مصعب کو سونپ دی۔

(۴)

مختار کے خاتمہ کے بعد ابنِ زبیرؓ نے محمد بن حنفیہ رضؓ سے پھر بیعت کا مطالبہ شروع کر دیا لیکن وہ بھی اپنی بات کے پکے تھے۔ بیعت سے برابر انکار کرتے رہے۔ ۶۸ھ کا موسمِ حج آیا تو مکہ معظمہ میں خطرناک جنگی کیفیت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہو گئی۔ میدانِ عرفات میں چار عَلَم لہرا رہے تھے۔ ایک عبداللہ بن زُبیرؓ کا، دوسرا عبدالملک بن مروان کا، تیسرا محمد بن حنفیہ رضؓ کا اور چوتھا نجدہ بن عامر حروری خارجی کا۔ ابنِ زبیر رضؓ مکّہ کے حاکم تھے لیکن حج کے معاملے میں انھوں نے کِسی سے کوئی تعرّض نہ کیا۔ پھر بھی ان چاروں گروہوں کا اجتماع خطرہ سے خالی نہ تھا۔ چاروں ایک دُوسرے کے مخالف تھے اور ہر لحظہ خوُن ریزی کی آگ بھڑک اُٹھنے کا اندیشہ تھا۔ محمد بن جبُیرؒ ایک صاحبِ اثر مردِ حق نے اس خطرے کو بھانپ لیا۔ وہ چاروں گروہوں کے قائدین کے پاس گئے اور ان سے کہا۔ خدا کے لئے بلدِ حرام کی حرُمت زائل نہ کرو۔

ابنِ زبیر رضؓ نے جواب دیا۔ "میرا ہاتھ کسی پر نہیں اُٹھے گا بشرطیکہ یہ لوگ فتنہ انگیزی سے مجتنب رہیں۔"

عبدالملک نے کہا۔ "جب تک کوئی ہم پر حملہ نہیں کرے گا ہم کسی سے نہیں لڑیں گے۔"

نجدہ بن عامر نے کہا۔ "مَیں اپنی طرف سے کسی کے خلاف لڑائی کی ابتداء نہیں کروں گا۔"

اسی طرح محمد بن حنفیہ رضؓ نے جواب دیا۔ "خدا کی قسم مَیں فتنہ و فساد پسند نہیں کرتا اور کسی کو حجِ بیت اللہ سے نہ روکوں گا۔"

غرض محمد بن جبُیرؒ کی کوششوں سے ایک بڑا خطرہ ٹل گیا اور چاروں گروہ حج سے فارغ ہو کر امن و سکوُن کے ساتھ واپس چلے گئے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵)

حج ۶۸ھ کے بعد ابنِ زبیرؓ نے اپنے بھائی عروہ بن زبیرؓ کو محمد بن حنفیہؓ کے پاس بھیجا کہ انھیں بیعت کی ترغیب دیں۔ ابنِ حنفیہؓ نے عُذر کیا اور کہا کہ مَیں ہر قسم کے ہنگاموں سے الگ ہو گیا ہُوں اور کسی کی بیعت نہ کروں گا۔ عروہؓ بڑے عابد و زاہد اور مردم شناس تھے انھوں نے محسوس کر لیا کہ ابنِ زبیرؓ کی خلافت کو محمد بن حنفیہؓ جیسے عابدِ شب بیدار سے کسی قِسم کا خطرہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ وہ ابنِ زبیرؓ کے پاس واپس آئے اور ان کو ترغیب دی کہ آپ محمد بن حنفیہؓ کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ وہ کوئی شورش برپا نہیں کریں گے۔ ابنِ زبیرؓ نے عروہؓ کا مشورہ قبول کر لیا اور پھر اپنے جیتے جی محمد بن حنفیہؓ سے کوئی تعرض نہ کیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ابنِ حنفیہؓ ابنِ زبیرؓ کے مطالبۂ بیعت سے تنگ آکر عبدالملک بن مروان کی دعوت پر ارضِ شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب ایلہ کے مقام پر پہنچے تو انھیں عبدالملک کی طرف سے فریب کا اندیشہ ہوا چنانچہ انھوں نے ایلہ ہی میں پڑاؤ ڈال دیا۔ ان کی پاک نفسی اور زہد و ورع کا چرچا سُن کر ہزاروں لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اب عبدالملک کو بھی ان سے خطرہ محسوس ہوا اور اس نے ابنِ حنفیہؓ کو پیغام بھیجا کہ دمشق آکر میری بیعت کیجیے یا حدودِ شام سے نکل جائیے۔ ابنِ حنفیہؓ ایلہ سے پھر مکہ لوٹے اور شعب

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابی طالب میں قیام کیا۔ ابنِ زبیر رضؓ نے ان سے پھر اپنی بیعت کا مطالبہ کیا۔ محمد بن حنفیہ رضؓ تنگ آکر طائف چلے گئے۔ اور نہایت خاموشی سے اپنی زندگی کے دن گزارنے لگے۔ ابنِ زبیر رضؓ عبداللہ بن عباس رضؓ پر بھی اپنی بیعت کے لئے زور ڈال رہے تھے۔ ابنِ زبیر رضؓ سے ایک تلخ اور تند گفتگو کے بعد وہ بھی طائف چلے گئے اور ابنِ زبیر رضؓ بھی اب خاموش ہو گئے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چھبیسواں باب

حالات کا نیا رُخ

(۱)

مختار کے خاتمہ کے بعد حالات کا رُخ بڑی تیزی سے بدلنا شروع ہوا مختار اپنی زندگی میں بنی امیہ اور ابن زبیرؓ دونوں سے نبرد آزما رہا۔ اور یہ دونوں اسی کو اپنا سب سے بڑا حریف سمجھتے رہے۔ اس طرح عبدالملک اور ابنِ زبیرؓ کے درمیان کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ مختار کے قتل کے بعد عبدالملک اور ابنِ زبیرؓ کھلم کھلا ایک دُوسرے کے سامنے آگئے اور دونوں میں کشمکش کا آغاز ہو گیا۔ مختار کے قتل کے بعد مصعب اور عبدالملک نے ابراہیم بن مالک اشتر کو اپنا حامی بنانے کی کوشش کی۔ ابراہیم مختار کے دستِ راست تھے اور نہایت بااثر اور شجاع آدمی تھے۔ مختار کی طرف سے وہ موصل کی حکومت پر مامور تھے اگر وہ کوفہ میں ہوتے تو شاید مختار بے یار و مددگار نہ مارا جاتا۔ ظاہر ہے کہ ایسے شجاع اور بااثر شخص کی حمایت ہر فریق کے لئے تقویت کا باعث ہوسکتی تھی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مصعب نے انھیں خط لکھا کہ اگر تم ابنِ زبیرؓ کی بیعت کر لو تو میں تمھیں شام کی حکومت پر مامور کر دوں گا اور شام سے مغرب کی جانب جو علاقہ تم فتح کرد گے وہ بھی تمھارا ہوگا۔ عبدالملک نے انھیں خط لکھا کہ اگر تم میری بیعت کر لو تو میں تمھیں عراق کا حاکم مقرر کر دوں گا اور عراق سے مشرق کی طرف جو علاقے تم فتح کرو گے وہ سب تمھاری جاگیر سمجھے جائیں گے۔

ابراہیم حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے فدائیوں میں سے تھے۔ وہ بنی امیہ کی حمایت پر کسی صورت میں آمادہ نہ ہو سکتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے عبدالملک کا پیغام رد کر دیا اور کوفہ آ کر مصعب کے ہاتھ پر عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کر لی۔ مصعب نے ابراہیم کو اپنی فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا اور مہلب بن ابی صفرہ کو موصل و جزیرہ کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔

بصرہ کی حکومت عبداللہ بن زبیرؓ کے فرزند حمزہ کے سپرد کی گئی لیکن وہ اہلِ بصرہ کو خوش نہ رکھ سکے۔ ابن زبیرؓ نے چند ماہ کے بعد اہلِ بصرہ کی شکایات پر حمزہ کو معزول کر دیا اور بصرہ کی حکومت بھی مصعب کے سپرد کر دی۔

(۲)

مصعب ابھی عراق کا نظامِ حکومت درست کر رہے تھے کہ انھیں ایک زبردست بغاوت کا سامنا کرنا پڑا۔ عبیداللہ بن الحر جعفی ایک دین دار بزرگ تھے۔ خلفائے راشدینؓ کا زمانہ دیکھے ہوئے تھے اور اُس دَور کی کئی مہمات میں حصّہ لے چکے تھے۔ عراق میں وہ نہایت قدر و احترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ انھوں نے مختار کے خلاف مصعب کا ساتھ دیا تھا

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیکن مختار کے قتل کے بعد وہ کسی وجہ سے مصعب سے ناراض ہو گئے اور ان کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ عراقیوں کی ایک مضبوط جماعت نے عبیداللہ کا ساتھ دیا۔ مصعب اور عبیداللہ میں عرصہ تک مقابلہ ہوتا رہا۔

عبدالملک کو ان حالات کا علم ہوا تو اس نے عبیداللہ کی مدد کے لئے فوج روانہ کی۔ ابھی یہ فوج عبیداللہ کے پاس نہیں پہنچی تھی کہ حارث بن ربیعہ والیِ کوفہ نے ایک جرار لشکر کے ساتھ عبیداللہ اور ان کے ساتھیوں کو گھیر لیا۔ اس نازک وقت میں عبیداللہ کے تمام ساتھی ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اور وہ میدان میں تنہا رہ گئے۔ پھر بھی انھوں نے ہمت نہ ہاری اور اکیلے ہی اس جوش و خروش سے لڑے کہ زخموں سے چُور چُور ہو گئے۔ پاس ہی دریا تھا۔ اس میں ایک کشتی کنارے کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔ وہ اس پر کُود گئے کہ بچ کر نکل جائیں والیِ کوفہ کی فوج کا ایک آدمی بھی ان کے تعاقب میں کشتی پر کُود پڑا۔ عبیداللہ خود کو کسی صورت میں دشمن کے حوالے نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اب دشمن سے بچنے کی کوئی صورت نہ دیکھی تو اس آدمی سمیت دریا میں کود پڑے اور دُنیا کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے رُوپوش ہو گئے۔ اس طرح کئی مہینے کی معرکہ آرائی کے بعد عبیداللہ بن الحر جعفی کی بغاوت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ ۶۸ھ کا واقعہ ہے۔"

(۳)

۶۹ھ میں عبدالملک نے قرقیسیا پر حملہ کی تیاری شروع کر دی۔ قرقیسیا شام اور عراق کے درمیان ایک سرحدی ضلع تھا۔ اس پر ابنِ زبیرؓ کی طرف سے زفر بن حارث کلبی حاکم تھا۔ وہ ایک باتدبیر اور باہمت شخص تھا اور ابنِ زبیرؓ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے لیے بڑی قوت کا باعث تھا۔ جنگِ توابین کے بعد مروان نے بھی ابنِ زیاد کو قرقیسیا کی تسخیر کے لئے بھیجا تھا لیکن زفر بن حارث نے نہایت سختی سے اس کا مقابلہ کیا تھا اور ابنِ زیاد کو ناکام ہو کر دمشق لوٹنا پڑا تھا۔ اب عبدالملک ایک آزمودہ کار فوج اور پورے ساز و سامان کے ساتھ قرقیسیا کی طرف روانہ ہُوا۔ دمشق میں اپنے بھانجے عبدالرحمٰن بن عثمان کو اس نے اپنا نائب مقرر کیا اور عمرو بن سعید بن عاص کے ہمراہ قرقیسیا کی طرف بڑھا۔

(۴)

عمرو بن سعید بن عاص بنی امیہ میں بڑی اہم شخصیت کا مالک تھا۔ پیچھے ذکر آچکا ہے کہ مروان کو اس شرط پر مسندِ خلافت پر بٹھایا گیا تھا کہ اسکے بعد خالد بن یزید اور اس کے بعد عمرو بن سعید خلیفہ ہوگا۔ لیکن بعد میں مروان اپنے عہد سے منحرف ہوگیا اور اس نے خالد بن یزید اور عمرو بن سعید دونوں کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو ولی عہد نامزد کر دیا تھا۔ عمرو بن سعید کے دل میں ولی عہدی سے محرومی کا کانٹا ہر وقت کھٹکتا تھا لیکن مصلحتِ وقت کے تحت خاموش رہا۔ عبدالملک نے بھی اس کے ساتھ حسنِ سلوک میں کوئی کمی اٹھا نہ رکھی لیکن عمرو بن سعید کے دل سے یہ کانٹا نہ نکلنا تھا نہ نکلا۔ جب عبدالملک قرقیسیا کی مہم پر روانہ ہُوا تو وہ موقع پا کر دمشق لوٹ آیا۔ بنی امیہ کے کئی لوگ اس کے حامی تھے۔ اس نے اپنے حامیوں کی مدد سے عبدالملک کے نائب عبدالرحمٰن کو دمشق سے نکال دیا اور خود اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ عبدالملک کو راستے میں اس واقعہ کی اطلاع ملی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو وہ فوراً دمشق واپس آیا اور ابان بن عقبہ گورنر حمص کو حکم دیا کہ وہ قرقیسیا کی مہم پر روانہ ہو۔ دمشق میں کچھ مدت تک عمرو بن سعید نے ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن کچھ لوگوں نے بیچ میں پڑ کر فریقین میں اس شرط پر صلح کرا دی کہ فی الحال عبدالملک ہی خلیفہ رہے گا اور اس کے بعد عمرو بن سعید خلیفہ ہوگا۔ وقتی طور پر تو دونوں میں صلح ہو گئی لیکن عبدالملک عمرو بن سعید کی طرف سے کھٹک گیا۔ عمرو بن سعید بھی اس سے احتیاط کے ساتھ ملتا۔ ایک دن عبدالملک نے دربار میں کچھ مسلح آدمی چھپا دیئے۔ عمرو بن سعید (حسب معمول یا عبدالملک کے بلاوے پر) دربار میں آیا تو عبدالملک کے اشارے پر یہ پوشیدہ آدمی باہر نکل آئے اور انھوں نے عمرو بن سعید کو زنجیروں میں جکڑ لیا۔ عبدالملک نے اس کو فوراً قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ عمرو بن سعید نے چلا کر کہا "خدا کی قسم یہ دھوکا ہے"۔ عبدالملک نے جواب دیا "بخدا دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں رہ سکتے۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ ہم دونوں اطمینان کے ساتھ گزر کر سکیں گے تو میں تمھیں چھوڑ دیتا۔" عبدالملک کی بات ختم ہوتے ہی اس کے آدمیوں نے عمرو بن سعید کا سر قلم کر دیا۔ عمرو بن سعید کے بھائی یحییٰ بن سعید کو اپنے بھائی کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ ایک ہزار جنگجوؤں کے ساتھ قصرِ خلافت پر چڑھ آیا۔

عبدالملک نے حکمتِ عملی سے کام لیا۔ اس نے عمرو کا سر ان لوگوں کی طرف پھینک دیا اور ساتھ ہی درہم و دینار کی بارش شروع کر دی۔ یحییٰ کے ساتھی لوٹ مار میں مشغول ہو گئے اور یحییٰ کو عبدالملک کے آدمیوں نے گرفتار کر لیا۔

عمرو بن سعید کے لڑکوں اور یحییٰ کو عبدالملک نے قید خانے میں بھیج دیا

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جہاں وہ ایک مُدّت تک قید و بند کی مصیبتیں جھیلتے رہے "

(۵)

عمرو بن سعید سے فارغ ہو کر عبدالملک پھر قرقیسیا کی طرف متوجہ ہُوا۔ گورنر حمص ابان بن عقبہ نے اس کے حکم کے مطابق قرقیسیا پہنچ کر زفر بن حارث سے لڑائی کی طرح ڈال دی تھی لیکن زفر کا پلہ بھاری تھا۔ اسی اثنا میں عبدالملک بھی ایک جرار فوج کے ساتھ قرقیسیا پہنچ گیا۔ زفر بن حارث بڑا شجاع آدمی تھا۔ وہ عبدالملک کی فوج کو بھی خاطر میں نہ لایا اور ڈٹ کر مقابلہ کرتا رہا۔ ایک دن اس کے بہادر بیٹے ہذیل نے چیدہ جنگجوؤں کے ہمراہ اس زور شور سے شامی فوجوں پر حملہ کیا کہ عین قلبِ لشکر میں جا پہنچا اور عبدالملک کے خیمے کو گرا دیا۔ شامی فوجوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ پیشتر اس کے کہ وہ جوابی حملے کے لئے منظم ہوتے، ہذیل اور اُس کے ساتھی اپنی لشکرگاہ میں پہنچ گئے۔ عبدالملک اس واقعہ سے بہت متأثر ہُوا اور اسے یقین ہوگیا کہ زفر بن حارث کو مغلوب کرنا آسان کام نہیں ہے۔ اب اس نے جنگ کی بجائے صلح سے کام لینا چاہا اور زفر کو پیغام بھیجا کہ تم لوگوں کو میری طرف سے نہ صرف امان دی جاتی ہے بلکہ جو علاقہ تم مانگو گے میری طرف سے تمھیں اس کا حاکم مقرر کر دیا جائے گا۔ زفر بن حارث نے جواب میں کہلا بھیجا کہ مَیں اس شرط پر صلح کے لئے تیار ہوں کہ ابنِ زبیرؓ کے خلاف نہ کسی صورت میں لڑوں گا اور نہ ان کے خلاف بنی امیّہ کو کسی قسم کی مدد دوں گا۔ اور ایک سال تک عبدالملک کی بیعت کے لئے بھی مجھے نہ کہا جائے "

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبدالملک ابھی اس جواب پر غور کر رہا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ قرقیسیا کی فصیل میں تین چار جگہ شگاف پڑ گئے ہیں۔ اس نے زفر بن حارث کی شرائط نامنظور کر کے فوراً شہر پر حملہ کر دیا۔ زفر اور اس کے ساتھی بھی بلا کے جوانمرد تھے۔ انھوں نے اپنے سے کئی گنا شامی فوجوں کو نیزوں کی نوکوں پر رکھ لیا اور انھیں دھکیلتے ہوئے شہر سے دُور نکال دیا۔

عبدالملک کی آنکھیں اب اچھی طرح کھل گئیں اور وہ خوب سمجھ گیا کہ بزورِ شمشیر زفر بن حارث کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔ اب اس نے زفر بن حارث کو کہلا بھیجا کہ مجھے تمھاری تمام شرائط منظور ہیں۔ زفر نے بھی جواب میں پہلے سے کڑی شرائط پیش کر دیں اور کہا کہ میں ابنِ زبیرؓ کی زندگی میں عبدالملک کے ہاتھ پر ہرگز بیعت نہ کروں گا اور نہ ہم سے کسی قسم کا مواخذہ کیا جائے گا۔ عبدالملک نے یہ شرائط منظور کر لیں اور ان کی منظوری کی تحریر لکھ کر زفر بن حارث کو بھجوا دی۔ اس کے باوجود زفر نے عبدالملک کے پاس آنے میں تامّل کیا کیونکہ عمرو بن سعید کا واقعہ ابھی تازہ تھا۔

عبدالملک نے زفر کے اطمینان کے لئے رسولِ اکرم ﷺ کا عصائے مبارک جو اس کے پاس تھا، بھجوا دیا۔ اس عصائے مبارک کی ضمانت پر زفر عبدالملک کے پاس چلا آیا۔ عبدالملک زفر کی شجاعت سے بے حد متاثر تھا۔ اس نے زفر کی بہت تعظیم و تکریم کی اور اسے اپنے برابر تخت پر جگہ دی۔ پھر وہ اپنے لڑکے مسلمہ بن عبدالملک کے لئے زفر کی لڑکی کا سائل ہُوا۔ زفر نے اسے منظور کر لیا اور مسلمہ اور بنتِ زفر کا عقد ہو گیا۔ اِس طرح عبدالملک نے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنی حکمتِ عملی سے ابنِ زبیرؓ کا ایک قوی بازو ان سے جُدا کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ زفر جیسے شجاع آدمی نے حالات سے مجبور ہو کر ابنِ زبیرؓ کا ساتھ چھوڑا۔ اس کی قلیل المقدار فوج طویل عرصہ تک بے پناہ شامی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی خصوصًا اس صورت میں کہ ابنِ زبیرؓ کی طرف سے اسے جلدی کمک پہنچنے کی کوئی توقع نہ تھی اور دوسری طرف شامی فوجوں کو برابر کمک پہنچ رہی تھی معلوم نہیں کہ ابنِ زبیرؓ کو بروقت قرقیسیا کے حالات کا علم نہ ہؤا یا کوئی اور وجہ مانع ہوئی کہ وہ زفر بن حارث کی مدد نہ کر سکے اور اس طرح بنی امیہ نے ان کا ایک زبردست مورچہ سر کر لیا ۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ستائیسواں باب

عبدالملک اور مصعب بن زبیرؓ

(۱)

عمرو بن سعید اور زفر بن حارث کی جانب سے اطمینان حاصل کر لینے کے بعد عبدالملک نے اپنی تمام کوششیں عبداللہ بن زبیرؓ کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے وقف کر دیں۔ مصعب بن زبیرؓ عبداللہ بن زبیرؓ کے دستِ راست تھے اور ان کی طرف سے عراق کے حاکم تھے۔ ان سے نپٹے بغیر عبدالملک کے لئے حجاز پر فوج کشی کرنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ عراق پر چڑھائی کے لئے اس نے زور شور سے تیاری شروع کر دی۔ ابھی وہ پوری تیاری نہ کر پایا تھا کہ ۷۰ھ میں رومی فوجوں نے شام پر حملہ کے لئے اجتماع کیا۔

عبدالملک بیک وقت دو محاذوں پر نہیں لڑنا چاہتا تھا۔ وہ اپنا اصل حریف ابنِ زبیرؓ کو سمجھتا تھا۔ اس لئے اس نے مصلحت اندیشی سے کام لیا اور ایک ہزار دینار فی ہفتہ پر رومیوں سے صلح کر لی۔ اب اس کے سامنے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی مقصد تھا کہ کسی طرح ابنِ زبیرؓ کا کانٹا اپنے راستے سے نکال ڈالے۔ عراق پر فوجی چڑھائی سے پہلے اس نے کوفہ اور بصرہ میں سازشوں کا ایک جال پھیلا دیا اور اپنے قاصدوں کے ذریعے ہزارہا آدمیوں کو اپنی حمایت پر آمادہ کر لیا۔ مصعب نے اہلِ عراق کو خوش رکھنے کی ہر ممکن سعی کی تھی لیکن یہ لوگ اپنی متلوّن مزاجی اور منافقانہ فطرت کے باعث کسی کے ساتھ حقِ وفا نہیں نباہ سکتے تھے۔ مصعب کو بھی انھوں نے دھوکا دیا۔ بظاہر ان کے ساتھ تھے لیکن درپردہ اپنا ضمیر عبدالملک کے ہاتھ فروخت کر چکے تھے۔

عبدالملک عراقیوں کو خریدنے کے لئے اپنا خزانہ بے تحاشا لٹا رہا تھا۔ اس کی سازشیں عام لوگوں تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ مصعب کی فوج کو بھی انھوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ مصعب کے فوجی افسر عبدالملک سے سازباز کر چکے تھے۔ بصرہ میں تو کچھ لوگوں نے کھلم کھلا مصعب کے خلاف شورش بپا کر دی لیکن مصعب کے نائب عمر و بن عبید اللہ بن معمر نے اس شورش کو سختی سے دبا دیا۔ بصرہ کے تشویشناک حالات کی خبر سن کر مصعب خود بھی کوفہ سے بصرہ پہنچے اور بغاوت کے سرغنوں کو کڑی سزائیں دیں۔ لیکن ان کے خلاف اندر ہی اندر کھچڑی پکتی رہی۔ بنو بکر بن وائل اور ازد کے جنگجو قبائل درپردہ عبدالملک سے مل چکے تھے۔ اس وقت تو مصعب کی فوجی قوت سے مرعوب ہو کر خاموش ہو گئے لیکن جونہی انھیں موقع ملا، عبدالملک سے جا ملے۔ بصرہ میں بظاہر امن و امان بحال ہو گیا تو مصعب واپس کوفہ چلے گئے"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲)

مصعب کے حامیوں میں سے اگرچہ اکثر عبدالملک سے درپردہ سازباز کر چکے تھے۔ پھر بھی مہلب بن ابی صفرہ ابراہیم بن مالک اشتر، عبداللہ بن حازم عباد بن حصین اور عمر بن عبداللہ بن معمر جیسے چند زبردست سپہ سالار اور تجربہ کار افسر ایسے تھے جنھوں نے کسی قیمت پر مصعب کا ساتھ چھوڑنا منظور نہ کیا۔ اگر یہ لوگ بھی مصعب سے بے وفائی کر جاتے تو شاید عبدالملک کو عراق پر چڑھائی کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ اہلِ عراق خود ہی مصعب کو پکڑ کر عبدالملک کے حوالے کر دیتے۔ لیکن یہ چند باوفا لوگ ایسے تھے جو مصعب کے قتل تک ان کے دست و بازو بنے رہے۔ ان لوگوں کو عبدالملک نے پے در پے خفیہ پیغامات اور خطوط بھیجے کہ مصعب کا ساتھ چھوڑ دو تو جو مانگو گے، دوں گا۔ لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا۔ ابراہیم بن اشتر کے پاس عبدالملک کا ایک خط آیا کہ "تم نے محض دشمنی کی بنا پر میری اطاعت قبول نہیں کی۔ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو ملکِ عراق کی حکومت تمھارے سپرد کر دی جائے گی۔"

ابراہیم نے یہ خط مصعب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ مصعب نے ابراہیم سے پوچھا "کیا تم بھی عبدالملک کی باتوں میں آ سکتے ہو؟"

ابراہیم نے جواب دیا کہ "اگر مجھ کو مشرق سے لے کر مغرب تک کا علاقہ بھی دیا جائے تو میں صفیہ رضؓ (رسولِ اکرمؐ کی پھوپھی) کی اولاد کا ساتھ چھوڑ کر بنوامیہ کی حمایت نہ کروں گا۔ لیکن اتنا آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ اس قسم کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطوط عبدالملک نے آپ کے دوسرے فوجی افسروں کو بھی بھیجے ہیں اور ان میں سے اکثر عبدالملک سے ساز باز کر چکے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ان سب کی گردنیں اُڑا دوں؟"

مصعب ایک مردِ مومن تھے انھوں نے بدگمانی سے کام لینا مناسب نہ سمجھا اور کہا کہ پورے ثبوت کے بغیر مَیں ان لوگوں کو قتل نہ کروں گا۔ ابراہیم نے رائے دی کہ کم از کم مشتبہ لوگوں کو گرفتار ہی کر لیا جائے لیکن مصعب اس کے لئے بھی تیار نہ ہوئے۔ ابراہیم اب خاموش ہو گئے اور کہا تو صرف اتنا کہ "پھر چلیے موت کا شریفانہ طور پر سامنا کریں۔ مَیں آخری دم تک آپ کا ساتھ دوں گا"۔

(۳)

حالات روز بروز نازک صورت اختیار کرتے جاتے تھے۔ اس موقع پر مصعب سے ایک فاش بے احتیاطی ہوئی۔ انھوں نے حاکمِ موصل مہلب بن ابی صفرہ کو حکم بھیجا کہ وہ فوراً خوارج کی سرکوبی کے لئے فارس روانہ ہو جائیں۔ اگرچہ مہلب خوارج کے مقابلہ کے لئے موزون ترین آدمی تھے لیکن ایسے خطرناک حالات میں ان کو عراق سے باہر بھیجنا مناسب نہیں تھا۔ اگر وہ عراق میں رہتے تو اُن کی زبردست شجاعت اور جنگی مہارت مصعب کے لئے بڑی تقویت کا باعث بنتی۔ مہلب خود بھی فارس روانہ ہوتے وقت مصعب کے لئے بہت فکرمند تھے لیکن ان کے حکم کو کسی طرح ٹال نہیں سکتے تھے۔ عراق میں ان کی عدم موجودگی نے مصعب کو بڑا نقصان پہنچایا۔ مہلب سے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلے وہ اپنے ایک اور جرنیل عمر بن عبداللہ بن معمر کو بھی فارس روانہ کر چکے تھے ساتھ ہی عبداللہ بن حازم کو خراسان کا حاکم بنا کر بھیج دیا اور عباد بن حصین کو مہلب کے ساتھ جانے کا حکم دے دیا۔ اس طرح مصعب نے کئی قابلِ اعتماد لوگوں کو اپنے سے جدا کر دیا۔ لے دے کر ان کے پاس اب صرف ابراہیم بن اشتر ہی ایک ایسے شخص تھے جن پر ہر حال میں بھروسا کیا جا سکتا تھا۔ دراصل مصعب نے اہلِ عراق پر ضرورت سے زیادہ اعتماد کیا اور یہی اعتماد ان کے لئے مہلک ثابت ہؤا۔ عبدالملک کو جب پورا اطمینان ہو گیا کہ اس کی سازشیں بار آور ہو رہی ہیں اور مصعب کے حامیوں کی تعداد بہت کم رہ گئی ہے تو اس نے ایک لشکرِ جرار کے ساتھ عراق کا رُخ کیا۔ مصعب بھی مقابلے کے لئے تیار ہو گئے اور دونوں فوجوں نے دیر جاثلیق میں ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈال دیا۔

(۴)

عبدالملک نے مصعب کے مقابلے کے لئے بڑے زبردست انتظامات کئے تھے۔ اس کے ساتھ ایک عظیم فوج تھی اور ممالکِ محروسہ سے تازہ دم فوجیں آ کر برابر اس کی قوت میں اضافہ کر رہی تھیں۔ اس کے مقابلے میں مصعب کی فوج بہت کم تھی اور اس کا زیادہ حصہ بھی عبدالملک سے ملا ہؤا تھا۔ ان کی بہترین فوج فارس جا چکی تھی۔ عبدالملک کی کثیر التعداد فوج کو دیکھ کر مصعب کے آدمی لڑائی سے جی چرانے لگے۔ اس وقت انھیں ابراہیم کے مشورے کی قدر معلوم ہوئی اور بے اختیار ان کے مُنہ سے نکلا:

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"خدا احنفؓ بن قیس پر رحم کرے وہ مجھے اہلِ عراق کی غداری سے ہوشیار رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ عراقی فاحشہ عورتوں کی مانند ہیں جس طرح انھیں ہر روز ایک نیا خاوند درکار ہوتا ہے اسی طرح عراقیوں کو ہر روز ایک نئے امیر کی ضرورت ہوتی ہے۔"

پھر انھوں نے اپنے بھائی عروہ بن زبیر رضؓ سے پوچھا کہ حسین بن علیؓ نے میدانِ کربلا میں ایسے حالات میں کیا کیا تھا؟ عروہ نے واقعہ کربلا کی پوری تفصیل بیان کی اور آخر میں کہا کہ حسین رضؓ نے غلامی کی زندگی پر موت کو ترجیح دی۔

مصعب نے کہا "واللہ میں حسین رضؓ کی پیروی کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ رجز پڑھنے لگے ؎

فَاِنَّ الْاُلٰی بِالطَّفِّ مِنْ آلِ ھَاشِمٍ
تَاَسَّوْا فَسَنُّوْا لِلْکِرَامِ التَّاَسِّیَا

(آلِ ہاشم میں سے ان لوگوں نے مقامِ طف میں تقلید کی اور شریفوں کے لئے تقلید کی راہ پیدا کر دی)

غرض مُصْعَبْ عراقیوں کی غداری سے مطلق ہراساں نہ ہوئے اور پورے عزم کے ساتھ آخری دم تک مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ اس نازک وقت میں ابراہیم بن اشتر نے وفا اور فداکاری کا حق ادا کر دیا اور عبدالملک کی ترغیب و تحریص کے باوجود انھوں نے کسی حالت میں بھی مصعب کا ساتھ چھوڑنا منظور نہ کیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اٹھائیسواں باب

مُصعَب بن زبیرؓ کا قتل

(۱)

دیر جاثلیق میں عبدالملک خود موجود تھا۔ اور مصعب کی لحظہ بہ لحظہ کمزور ہوتی ہوئی قوت کی اطلاعات اسے برابر پہنچ رہی تھیں۔ رات کی تاریکی میں ہزارہا آدمی مصعب کی لشکرگاہ سے نکل کر شامی فوجوں سے جا ملے جو باقی بچ رہے۔ ان میں سے بھی اکثر نے ارادہ کر رکھا تھا کہ عین موقعۂ جنگ پر مصعب کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔

عبدالملک کو اگر کچھ خوف تھا تو وہ ابراہیم بن مالک اشتر اور ان کی ماتحت فوج سے تھا۔ یہ لوگ مصعب کے سچّے دل سے حامی تھے اور کسی صورت میں ان سے غدّاری نہ کر سکتے تھے۔ لڑائی کا آغاز ہوا تو ابراہیم نے آگے بڑھ کر شامی فوج کے حملے کو روکا۔ شامی فوج کی قیادت عبدالملک کا بھائی محمد بن مروان کر رہا تھا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ ابراہیم اور اُن کے شجاع ساتھی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس پامردی سے لڑے کہ شامی فوج کے قدم اکھڑنے لگے۔ عین اس موقع پر عبدالملک نے تازہ دم فوج محمد بن مروان کی مدد کے لئے بھیج دی۔ اب پھر جم کر مقابلہ ہونے لگا۔ ابراہیم پر دشمن کا دباؤ دیکھ کر مصعب نے عتاب بن ورقا تمیمی کو ان کی مدد کے لئے بھیجا۔ عتاب درپردہ عبدالملک سے ملا ہوا تھا ایک دوسری روایت کے مطابق اُسے ابراہیم کی بے مثال شجاعت پر حسد ہوا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ شامی فوجوں کو شکست دینے کا سہرا ابراہیم کے سر بندھے چنانچہ اُس نے ابراہیم سے کہا کہ رات ہو چکی ہے اور ہماری فوج تھک چکی ہے اب لڑائی بند کر دینی چاہیئے۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ دُشمن سر پر ہے اس وقت لڑائی سے ہاتھ کھینچنا ہماری شکست کے مترادف ہوگا۔ عتاب نے کہا تو پھر میمنہ ہی کو ستا لینے دو۔ ابراہیم نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ ابراہیم کے انکار سے عتاب کو غدّاری کا بہانہ ہاتھ آگیا اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت میدانِ جنگ سے کنارہ کش ہو گیا۔ اس نازک موقع پر عتاب کی شرمناک غدّاری سے ابراہیم کی قوت کمزور پڑ گئی۔

شامی فوج نے ان کی کمزوری کو بھانپ لیا اور ایک زبردست حملہ کر کے انھیں اپنے نرغے میں لے لیا۔ ابراہیم مردانہ وار لڑ رہے تھے اور ان پر ہر طرف سے تیروں، تلواروں اور برچھیوں کی بارش ہونے لگی۔ آخر زخموں سے چُور چُور ہو کر گھوڑے پر سے گر پڑے اور شامیوں نے فوراً اُن کا سر کاٹ لیا۔

ابراہیم کے قتل سے مصعب کا ایک زبردست بازو ٹوٹ گیا اور

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شامیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ اب تاریکی بہت بڑھ چکی تھی۔ اس لئے دونوں لشکر ایک دُوسرے سے جُدا ہو گئے۔

(۲)

دوسرے دن مصعب پھر میدانِ جنگ میں نکلے لیکن لڑائی شروع ہونے سے پہلے ہی مضر و ربیعہ کے قبائل نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور مصعب کے ساتھ صرف سات آدمی رہ گئے۔

عبدالملک اور مصعب کے دیرینہ تعلقات تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی کے کئی شب و روز اکٹھے گزارے تھے اور ایک دوسرے کے قدردان تھے لیکن سیاسی کشمکش نے ان دونوں دوستوں کو ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کیا تھا۔ مصعب کی بے کسی پر عبدالملک کا دِل پسیج گیا اور بیتے دن یاد کر کے اس نے مصعب اور ان کے لڑکے عیسیٰ کو امان کا پیغام بھیج دیا اور پھر محمد بن مروان کی زبانی یہ بھی کہلا بھیجا کہ تم جہاں جی چاہے چلے جاؤ امیر المؤمنین تم سے تعرّض نہیں کریں گے۔

مصعب بڑے غیور اور خود دار آدمی تھے۔ انھوں نے عبدالملک کی امان قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھے صرف خدا کی امان کافی ہے۔ پھر انھوں نے اپنے فرزند عیسیٰ سے کہا کہ جانِ پدر۔ میرا قتل تو اب یقینی ہے تم اپنی جان ضائع نہ کرو۔ فوراً حجاز روانہ ہو جاؤ اور مکّہ پہنچ کر اپنے چچا کو عراقیوں کی غدّاری کا حال بتاؤ۔"

بہادر باپ کے بہادر بیٹے نے جواب دیا۔" ابّا جان، مَیں قریش کی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کا یہ طعنہ نہیں سُن سکتا کہ باپ کو موت کے مُنہ میں چھوڑ کر بھاگ آیا۔" مصعب نے کہا "تو پھر توکّل بخدا میدان میں نکلو"۔ باپ کی اجازت پا کر عیسیٰ شمشیر بدست شامی لشکر پر حملہ آور ہُوا اور اس شان سے لڑا کہ دوست دشمن سب عش عش کر اُٹھے۔ بہت سے شامیوں کو خاک و خوُن میں سُلا کر خوُد بھی لڑتے لڑتے باپ پر فدا ہو گیا۔ بیٹے کے پیچھے مصعب بھی تلوار سونت کر شامی لشکر پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ جب ایک شامی عیسیٰ کا سر کاٹنے کے لئے آگے بڑھا تو بیتاب ہو گئے اور اُسے ہٹانے کے لئے لپکے۔ پہلے ہی زخموں سے چُور چُور ہو رہے تھے۔ اب شامیوں نے انھیں نرغے میں لے لیا اور تلواروں کا مینہ برسا دیا۔ حوارئ رسُول ؐ کا فرزند مجبور ہو کر اپنے زخمی گھوڑے سے اتر پڑا۔ بدن کے رُوئیں رُوئیں سے خون پھوٹ رہا تھا اور کمزوری سے قدم لڑکھڑا رہے تھے لیکن تلوار ہاتھ سے نہ چھوٹتی تھی۔ اسی حالت میں جب ایک شامی عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان نے ان پر اپنے نیزے سے وار کیا تو انھوں نے تلوار کا ایک بھرپور وار کر کے اسے زخمی کر دیا۔ لیکن اب قوتِ مدافعت نے بالکل جواب دے دیا۔ عبیداللہ نے آگے بڑھ کر اُن کو ہمیشہ کی نیند سُلا دیا۔ اس طرح عبداللہ بن زبیرؓ کا دستِ راست اور مخلص ترین معتمد اُن سے جُدا ہو گیا۔ یہ واقعہ ۷۱ھ ہجری میں پیش آیا۔

(۳)

مُصعَب بن زبیرؓ کا قتل عراق پر عبدالملک کے تسلّط کی علامت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اس نے تمام لشکرِ کوفہ سے اپنی خلافت کی بیعت لی اور چالیس دِن نخیلہ میں قیام کرنے کے بعد کوفہ میں داخل ہؤا۔ کوفیوں پر انعام و اکرام کا مینہ برسا دیا اور پھر ان سے بھی اپنی خلافت کی بیعت لے لی۔

کوفہ میں داخلہ کے بعد ایک عبرتناک واقعہ پیش آیا۔ عبدالملک کوفہ کے دارالامارۃ میں مقیم تھا کہ مصعب بن زبیرؓ کا سر اس کے سامنے لایا گیا۔ اس وقت مجلس میں ایک ضعیف العمر شخص موجود تھا۔ اس کے مُنہ سے بے اختیار ایسے یاس انگیز کلمات نکلے کہ عبدالملک کو اس کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ بُوڑھے نے کہا: "اے امیرالمومنین! یہ دُنیا عجیب جائے عبرت ہے میں نے اسی محل میں امام حسینؓ کا سر ابنِ زیاد کے سامنے دیکھا۔ پھر اسی جگہ ابنِ زیاد کا سر مختار کے سامنے لایا گیا۔ کچھ دن بعد اسی محل میں مختار کا سر مصعب بن زبیرؓ کے سامنے لایا گیا اور آج اسی جگہ مصعب کا سر آپ کے سامنے دیکھ رہا ہُوں۔"

عبدالملک بوڑھے کی تقریر سن کر سخت دہشت زدہ ہؤا۔ اُس نے اسی وقت کوفہ کے دارالامارۃ کو گروا دیا اور مصعب کا سر دمشق بھجوا دیا جہاں عبدالملک کی بیوی عاتکہ بنتِ یزید بن معاویہؓ نے اُسے غُسل دے کر دفن کروا دیا۔[1]

---

[1] ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ مصعب کا سر کوفہ اور مصر میں پھرایا گیا اور پھر اسے دمشق لے جاکر منظرِ عام پر لٹکا دیا گیا مگر عاتکہ بنت یزید نے اس پر سخت احتجاج کیا اور عبدالملک سے کہا کہ کیا تمھارا جی ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہُوا جو اب اس سر کی نمائش کرتے ہو۔ اس کے بعد اس نے اس سر کو اُتروا کر غسل دلوایا اور دفن کروا دیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مصعب کے قتل کے بعد مہلّب بن ابی صفرہ نے بھی عبدالملک کی اطاعت قبول کر لی۔ عبدالملک نے انھیں اپنی جگہ پر قائم رکھا۔ بصرہ کی حکومت پر خالد بن اسید کا تقرر کیا اور کوفہ کی حکومت بشیر بن مروان کے سپرد کی۔ ان انتظامات سے فارغ ہونے کے بعد عبدالملک دمشق واپس پہنچ گیا۔

(۴)

مصعب بن زبیرؓ سے اہلِ عراق کی غدّاری ایک عجیب واقعہ ہے۔ مصعب بڑے انصاف پرور اور فیاض حاکم تھے۔ اہلِ عراق سے ان کا سلوک نہایت عمدہ تھا۔ عراق سے جو لوگ وقتاً فوقتاً مکّہ جاتے، عبداللہ بن زبیرؓ ان سے مصعب کے طرزِ عمل کے بارے میں پوچھتے۔ ہر شخص مصعب کے حُسنِ سیرت اور حُسنِ عمل کی بے پناہ تعریف کرتا۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کہ مصعب کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیتے تھے۔ اہلِ عراق کی ان سے غدّاری کچھ تو قبائلی عصبیت کی بنا پر تھی اور کچھ اہلِ عراق کی سازشی، حریصانہ اور بزدلانہ فطرت اس کی محرک تھی۔

ابنِ زبیرؓ کو جب مصعب کے قتل کی اطلاع ملی تو انھیں سخت صدمہ پہنچا۔ مصعب ان کے محبوب بھائی اور حقیقی بہی خواہ تھے بلکہ ان کی طاقت کا سب سے بڑا ستون تھے۔ انھوں نے اس موقع پر اہلِ مکّہ کو جمع کر کے ایک دل دوز تقریر کی جس میں فرمایا کہ مصعب کے قتل کی خبر بیک وقت ہمارے لئے رنج اور خوشی کا باعث ہے۔ رنج اس لئے کہ ہمارا دست راست ہم سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو گیا۔ خوشی اس لئے کہ اُسے شہادت نصیب ہوئی۔ وہ میرا مددگار تھا اور اہلِ عراق کا خیر اندیش۔ اہلِ عراق بڑے منافق

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور محسن کُش ہیں۔ انھوں نے مصعب کی نیکیوں اور احسانات کو بڑی کم قیمت پر بیچ ڈالا۔ خدا کی قسم ہم ابوالعاص کی اولاد کی طرح بستروں پر نہیں مریں گے۔ ہم تیروں کے زخم کھا کر تلواروں کے نیچے جان دیتے ہیں۔ اے لوگو۔ دُنیا بے ثبات ہے، اگر ہمارے پاس آئے گی تو ہم اسے رذیل اور کمینہ لوگوں کی طرح نہ لیں گے، اگر ہم سے دُور ہو گی تو ہم اس پر نامردوں اور ناشکروں کی طرح نہ روئیں گے۔ بس مَیں اپنے اور تمھارے لئے خدا تعالےٰ سے رحمت اور مغفرت طلب کرتا ہوں"۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انتیسواں باب

عبدالملک اور عبداللہ بن زبیرؓ

(۱)

عراق پر تسلط کے بعد عبدالملک کی اگلی منزل حجاز تھی۔ چنانچہ دیر جاثلیق کی جنگ کے بعد اے ہجری ہی میں اس نے عبداللہ بن زبیرؓ سے چھیڑ چھاڑ کا آغاز کر دیا۔ براہِ راست مکہ معظمہ پر فوج کشی کرنے میں عجلت کرنا اس نے مناسب نہ سمجھا البتہ عروہ بن انیف کو چھ ہزار سپاہیوں پر مشتمل ایک فوج کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور اُسے ہدایت کی کہ جب تک اہلِ مدینہ تم پر خود حملہ آور نہ ہوں تم مدینہ میں داخل نہ ہونا اور میرے دوسرے حکم کا انتظار کرنا۔

ان دنوں ابنِ زبیرؓ کی طرف سے حرث بن حاطب مدینہ کے عامل تھے وہ جنگجو آدمی نہیں تھے۔ عروہ کے آنے کی خبر سُن کر مدینہ سے نکل گئے۔ عروہ ایک ماہ تک مدینہ کے باہر ٹھہرا اور پھر عبدالملک کا حکم ملنے پر دمشق واپس آ گیا۔ اس کے جانے کے بعد حرث بھی مدینہ واپس آ گئے۔ دُوسری طرف عبدالملک

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے عبدالملک بن حرث بن حکم کو چار ہزار فوج کے ساتھ خیبر کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ خیبر پر اس وقت ابنِ زبیر رضؓ کی طرف سے سلیمان بن خالد حاکم تھا۔ عبدالملک بن حرث نے وادی القریٰ میں پڑاؤ ڈال دیا اور وہاں سے ابنِ قمقام کو خیبر پر حملے کے لئے روانہ کیا۔ ابنِ قمقام نے سلیمان بن خالد پر شبخون مارا اور اسے قتل کر کے خیبر پر قبضہ کر لیا۔ ادھر عبداللہ بن زبیرؓ کو مدینہ اور خیبر کے حالات معلوم ہوئے تو انھوں نے حرث بن حاطب کو مدینہ کی حکومت سے معزول کر دیا اور جابر بن اسود زہری کو مدینہ کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔

جابر نے مدینہ پہنچ کر ابوبکر بن قیس کو فوج کا ایک مضبوط دستہ دے کر خیبر روانہ کیا۔ ابوبکر نے خیبر پہنچ کر ابنِ قمقام کو شکست دی۔ وہ اپنے بہت سے ہمراہیوں کے ہمراہ میدانِ جنگ میں کام آیا اور خیبر پھر ابنِ زبیرؓ کے قبضے میں آ گیا۔

(۲)

ابنِ قمقام کی شکست کی خبر سن کر عبدالملک نے طارق بن عمر کو حجاز کی مہم کا افسر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ حجاز کے جس قدر علاقے پر تصرف کر سکتے ہو کر دو اور حجاز میں بنی اُمیہ کے حق میں زمین ہموار کرنے کی ہر ممکن سعی کر دو!

طارق بن عمر نے حجاز پہنچ کر وادی القریٰ اور ایلہ کے درمیان پڑاؤ ڈالا اور فوج کا ایک مضبوط دستہ خیبر روانہ کیا۔ ابوبکر بن قیس نے ثابت قدمی سے مقابلہ کیا لیکن دشمن قوی تھا۔ ابوبکر اور اس کے دو سو ساتھی لڑتے ہوئے مارے گئے اور خیبر پر طارق کا قبضہ ہو گیا۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جابر بن اسود حاکمِ مدینہ کو ابو بکر کے قتل کا حال معلوم ہوا تو اُس نے ۲ ہزار آدمیوں کی ایک فوج خیبر سے امویوں کو نکالنے کے لئے بھیجی۔ خیبر کے قریب جابر اور طارق کی فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ طارق کی فوج آزمودہ کار سپاہیوں پر مشتمل تھی اور تعداد میں بھی کافی تھی۔ اس نے جابر کی فوج کو شکست دی اور اس کے سینکڑوں آدمی جن میں قیدی اور زخمی بھی شامل تھے، تہِ تیغ کر ڈالے۔ عبداللہ بن زبیرؓ کو ان واقعات کا علم ہوا تو انھوں نے جابر بن اسود کو معزول کر کے طلحہ بن عبداللہ کو مدینہ منورہ کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔ اس کے بعد کئی ماہ تک خیبر پر عبدالملک کا قبضہ رہا اور مدینہ ابنِ زبیرؓ کے قبضے میں رہا۔ حتیٰ کہ عبدالملک نے براہِ راست مکہ معظمہ پر فوج کشی کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اوپر جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان کے سالِ وقوع میں کچھ اختلاف ہے۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ واقعات دیر جاثلیق کی جنگ سے پہلے ۷۱ھ میں ہوئے۔ دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ واقعات مصعب کے قتل اور عراق کی قسمت کا فیصلہ ہو جانے کے بعد پیش آئے۔ بہر صورت اتنا ضرور ثابت ہے کہ مکہ پر چڑھائی سے پہلے عبدالملک خیبر فتح کر چکا تھا اور مدینہ پر ابنِ زبیرؓ کی طرف سے طلحہ بن عبداللہ (طلحۃ النداء) حکومت کر رہا تھا۔ نیز یہ کہ عراق کی طرح حجاز میں بھی عبدالملک نے سازش کا جال بچھانا شروع کر دیا تھا۔

عراق پر مکمل تسلّط کے بعد عبدالملک نے مکہ معظمہ پر فوج کشی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں لیکن اس کام میں سب سے بڑی دِقّت یہ تھی کہ سردارانِ شام حرمِ اقدس پر حملہ کرنے سے ہچکچاتے تھے۔ کیونکہ اُن میں اکثر کا خیال یہ تھا کہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مکہ معظمہ پر حملہ کرنا اور خانۂ کعبہ کو میدانِ جنگ بنانا عذابِ الہٰی کا باعث ہوگا۔ لیکن عبدالملک اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھ سکتا تھا جب تک تمام عالمِ اسلام میں اس کی خلافت قائم نہ ہو جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ابنِ زبیرؓ کو اپنے راستے سے ہٹانا اس کے لئے از بس ضروری تھا۔ جب تک ابن زبیرؓ مکہ معظمہ میں موجود تھے، حجاز پر عبدالملک کا مکمل قبضہ ہونا ممکن نہ تھا۔ بالآخر اس نے ایک دن تمام عمائد بنی امیہ اور اپنے دوسرے ہوا خواہوں کو جمع کیا اور منبر پر چڑھ کر کہا:

"تم میں سے کون ابنِ زبیرؓ کو ختم کرنے کا بیڑا اٹھاتا ہے؟"

(بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ اجتماع کوفہ میں ہوا۔ کیونکہ دمشق میں کوئی شخص بھی مکہ معظمہ پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوا)۔

عبدالملک کے سوال پر حجاج بن یوسف ثقفی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا:

"امیر المؤمنین یہ کام میرے سپرد کیجئے۔"

عبدالملک نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا اور تینوں مرتبہ حجاج ہی نے اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا اور کہا: "مَیں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک ڈھال مَیں نے چھین کر لگا لی ہے۔"

آخر عبدالملک نے مکہ معظمہ پر حملہ کے لئے حجاج کو نامزد کر دیا اور تین ہزار آدمی دے کر اُسے حکم دیا کہ فی الحال اہلِ مدینہ سے کوئی تعرض نہ کرنا اور سیدھے طائف پہنچ کر قیام کرنا۔ وہاں سے روزانہ چھوٹے چھوٹے دستے مکہ معظمہ پر حملہ کے لئے روانہ کرنا تاکہ ابنِ زبیرؓ کی طاقت خوب

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کمزور ہو جائے۔ اس کے بعد اگر مزید فوج کی ضرورت ہوئی تو مجھے لکھنا۔"
حجاج نے عبدالملک کے احکام کی تعمیل کا وعدہ کیا اور تین ہزار سوار لے کر جمادی الاوّل ۷۲ھ ہجری میں حجاز کی طرف روانہ ہو گیا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تیسواں باب

مکہ معظّمہ کا محاصرہ

(۱)

حجاج آندھی اور طوفان کی طرح حجاز کی طرف بڑھا اور مدینہ منوّرہ کو ایک طرف چھوڑتے ہوئے سیدھا طائف پہنچ کر قیام پذیر ہُوا ۔ یہاں سے وہ عبدالملک کی ہدایت کے مطابق روزانہ چھوٹے چھوٹے فوجی دستے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کرتا ۔

ابنِ زبیر رضؓ نے بھی مکہّ کی حفاظت کے انتظامات کر لئے تھے ۔ ان کے آدمی ہر وقت چوکنے رہتے اور حجاج کے سواروں کو بھگا دیتے ۔ کئی مہینے اسی حالت میں گزر گئے تو حجاج نے عبدالملک سے مدد مانگی اور مکہ کا محاصرہ کرنے کی اجازت طلب کی ۔ عبدالملک نے فوراً پانچ ہزار آدمی حجاج کی مدد کے لئے روانہ کر دیئے اور اسے مکہّ کی طرف بڑھنے کی اجازت دے دی ۔ دوسری طرف اس نے طارق بن عمر کو حکم بھیجا کہ مدینہ منوّرہ پر فوراً قبضہ کر لو ،

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور پھر وہاں سے حجاج کی مدد کے لئے مکہ روانہ ہو جاؤ ۔

(۲)

حجاج نے کمک پہنچتے ہی آگے بڑھ کر مکہ کا محاصرہ کر لیا اور کوہ بوقبیس پر منجنیقیں لگا کر خانہ کعبہ پر سنگ باری شروع کر دی، یہ سنگ باری اتنی شدید تھی کہ بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہوتا تھا ۔ حجاج نے صرف سنگ باری پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ اس نے حکم دیا کہ آگ کے گولے بنا بنا کر پھینکو تاکہ سنگ باری اور آتش باری مل کر زیادہ کاری ضرب لگا سکیں اور ابنِ زبیرؓ اور اُن کے ساتھی اطاعت قبول کر لیں ۔

اُدھر ابنِ زبیرؓ نہایت حوصلہ سے ان آفتوں کا مقابلہ کر رہے تھے ۔ ان کے پائے استقلال میں لمحہ بھر کے لئے بھی لغزش پیدا نہ ہوئی ۔ وہ حرم اقدس میں پناہ گزین تھے اور عین سنگباری کی حالت میں نہایت امن وسکون سے نماز ادا کرتے تھے ۔ بڑے بڑے پتھر اور آگ کے گولے ان کے اردگرد گرتے تھے لیکن وہ برابر عبادت میں مصروف رہتے تھے ۔

حجاج نے محاصرہ میں اتنی سختی برتی کہ خوراک کا ایک دانہ بھی مکہ کے اندر نہیں جا سکتا تھا ۔ شروع شروع میں ابنِ زبیرؓ کے پاس کافی سامانِ رسد تھا لیکن جوں جوں محاصرہ طویل ہوتا گیا، سامانِ رسد میں کمی ہوتی گئی حتیٰ کہ لوگوں نے اپنے گھوڑے ذبح کر کے کھانے شروع کر دیئے ۔ مکہ میں عام قحط پڑ گیا اور اشیائے خوردنی انتہائی گراں ہو گئیں ۔ مکہ کے لوگ گھبرا اٹھے اور آہستہ آہستہ ابنِ زبیرؓ کا ساتھ چھوڑ کر مکہ سے باہر نکل کر حجاج کی اطاعت قبول کرنے لگے ۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھوڑے ہی دنوں میں دس ہزار آدمی ابنِ زبیرؓ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ دوسری طرف طارق بن عمر نے عبداللہ بن زبیرؓ کے عامل طلحہ بن عبداللہ کو مدینہ سے نکال دیا اور مدینہ کے لوگوں سے عبدالملک کی بیعت لے کر حجاج کی مدد کے لئے مکہ آپہنچا طارق کی آمد سے حجاج کی طاقت میں دوچند اضافہ ہوگیا اور اس نے محاصرہ میں اور بھی سختی اختیار کر لی۔

اہلِ مکہ سخت شکستہ دل ہو رہے تھے۔ صرف ابنِ زبیرؓ اور ان کے چند باوفا ساتھی ہراساں نہ ہوئے اور توکّل بر خدا مقابلہ جاری رکھا۔ اسی اثنا میں حج کا موسم آگیا۔ دُور دُور سے لوگ حج کے لئے مکہ آنے لگے۔ حجاج نے ان ایّام میں بھی سنگباری جاری رکھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی حج کے لئے تشریف لائے ہُوئے تھے۔ انھوں نے حجاج کو پیغام بھیجا کہ کم از کم ان مقدّس ایّام میں سنگباری موقوف کر دو تاکہ لوگ اطمینان سے حج کر لیں۔ حجاج نے ابنِ عمرؓ کا مشورہ مان لیا اور عارضی طور پر سنگباری بند کر دی لیکن ابنِ زبیرؓ کو اس نے میدانِ عرفات میں جانے کی اجازت نہ دی اور نہ خوُد اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ ایامِ حج کے بعد اس نے پھر سنگباری شروع کرنے کا اعلان کیا جسے سن کر باہر سے آئے ہوُئے تمام حجاج اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے۔

(۳)

حج کے بعد حجاج نے حسبِ اعلان پھر حرمِ اقدس پر سنگباری شروع کر دی۔ ایک دن بارش اور آندھی کے طوفان میں حجاج کی فوج پر بجلی گری جس سے اس کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بارہ آدمی ہلاک ہو گئے۔ شامی فوجیں گھبرا گئیں لیکن دوسرے دن اہل مکہ پر بھی بجلی گری جس سے دو آدمی مر گئے۔ حجاج نے اپنی گھبرائی ہوئی فوجوں کو تسلی دی کہ بجلی دونوں جانب گری ہے۔ اس میں ہماری فوج کی تخصیص نہیں ہے۔ یہ تو محض اتفاق کی بات ہے کہ ہمارے زیادہ آدمی مرے۔ غرض اس نے اپنی فوجوں کے دل سے ہر قسم کا وہم دُور کر دیا اور محاصرہ پہلے سے بھی زیادہ سخت کر دیا۔

ساتھ ہی اس نے عبداللہ بن زبیرؓ کے ہمراہیوں کے پاس امان نامے لکھ لکھ کر بھیجنے شروع کر دیئے۔ اس کی یہ تدبیر کارگر رہی اور ابنِ زبیرؓ کے رہے سہے ساتھیوں میں سے بھی اکثر حجاج کی امان میں آ گئے۔ یہاں تک کہ ابنِ زبیرؓ کے اپنے دو بیٹے حمزہ اور خُبَیب بھی باپ کا ساتھ چھوڑ کر حجاج کے پاس چلے گئے۔ صرف ایک بیٹے زبیر نے ان کا آخری دم تک ساتھ دیا۔

اب ابنِ زبیرؓ پر انتہائی نازک وقت آ پڑا تھا۔ بھوک اور محاصرہ کی سختیوں سے نڈھال معدودے چند ساتھیوں کے سوا سب ان کا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ اس حالت میں انھیں حجاج کا ایک خط ملا جو اس نے انھیں عبدالملک کے حکم کی تعمیل میں لکھا تھا۔ اُس خط میں لکھا تھا:

"آپ اچھی طرح جان گئے ہوں گے کہ اب آپ کے پاس نہ کوئی طاقت ہے اور نہ کوئی آپ کا مددگار۔ اب آپ مجبور محض ہیں۔ آپ کے لئے بہترین راہِ عمل یہی ہے کہ آپ میری امان میں آ جائیں۔ اور امیر المؤمنین عبدالملک کی بیعت کر لیں۔ امیر المؤمنین وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کی پوری عزت کی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائے گی اور آپ جو طلب کریں گے آپ کو دیا جائے گا۔
امیر المؤمنین نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ کو امن و صلح کی طرف مائل
کروں۔ اور آپ کے قتل کرنے میں جلدی نہ کروں۔"

(۴)

ابنِ زبیر رضؓ نے حجاج کے خط کا کوئی جواب نہ دیا اور کوہِ استقامت بن کر مقابلے پر ڈٹے رہے۔ صرف پانچ فداکار ان کے ساتھ رہ گئے تھے۔ عجیب بے بسی اور یاس کا عالم تھا۔ اسی حالت میں ایک دن والدۂ ماجدہ حضرت اسماء رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: "اماں جان آپ کا کیا حال ہے؟"

حضرت اسماء رضؓ: "میرا حال کیا پوچھتے ہو۔ بصارت زائل ہو چکی ہے۔"

ابنِ زبیر رضؓ: "اماں جان موت میں بڑی راحت ہے۔"

حضرت اسماء رضؓ: "بیٹے میں تمہارا انجام دیکھ کر مرنا چاہتی ہوں تاکہ اگر تمہیں شہادت نصیب ہو تو اپنے ہاتھ سے تمہارا کفن دفن کروں اور اگر تم فتح پاؤ تو میرا دل ٹھنڈا ہو۔"

ابنِ زبیر رضؓ ہنس پڑے اور دس دن بعد سلام رخصت کے لئے ان کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے۔ اس وقت وہ مسجدِ حرام میں تشریف فرما تھیں۔ ابنِ زبیر رضؓ اس وقت زرہ بکتر پہنے ہوئے تھے اور والدہ سے رخصت ہو کر سیدھے میدانِ جنگ میں جانے کا ارادہ تھا۔ ماں سے عرض کیا:

"اماں جان۔ محاصرے کو سات ماہ گزر گئے ہیں۔ میرے تمام ساتھی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرا ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ یہاں تک کہ میرے دو بیٹے بھی حجاج کی امان میں چلے گئے ہیں۔ صرف چار پانچ آدمی اور میرا لختِ جگر زبیر اس وقت میرے ساتھ ہیں۔ حجاج مجھے امان دینے کے لئے تیار ہے اور عبدالملک نے وعدہ کیا ہے کہ جو طلب کروں گا وہ دے گا۔ فرمایئے ایسی حالت میں آپ کا کیا حکم ہے؟"

صدیقِ اکبرؓ کی جلیل القدر بیٹی نے جواب دیا:

"بیٹا۔ تم اپنے معاملے کو مجھ سے بہتر سمجھتے ہو۔ اگر تم حق پر ہو تو جاؤ جس راہ میں تمھارے ساتھیوں نے جانیں دی ہیں اسی راہ میں تم بھی جان دے دو۔ اگر تم ناحق محض دنیا کے لئے لڑے تو بہت بُرا کیا۔ مسلمانوں کا خون بہایا۔ ساتھیوں کی جانیں گنوائیں اور خود کو ہلاکت میں ڈالا۔"

ابنِ زبیرؓ کہنے لگے:

"اماں میں حق و صداقت کے لئے لڑا اور حق و صداقت کے لئے ساتھیوں کو لڑایا۔ صرف موجودہ صورتِ حال سے آپ کو آگاہ کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"

حضرت اسماءؓ نے فرمایا:

"اگر تمھارا یہ خیال ہے کہ تم حق پر تو ہو لیکن اب حالات کی ناموافقت اور ساتھیوں کے نہ ہونے کے باعث دشمنوں سے دب جاؤ تو یہ شریفوں اور دینداروں کا شیوہ نہیں۔"

ابنِ زبیرؓ نے جواب دیا:

"اماں میں موت سے نہیں ڈرتا۔ صرف یہ خیال ہے کہ میری موت کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعد دشمن میری لاش کا مُثلہ کریں گے اور صلیب پر لٹکائیں گے۔"

حضرت اسماءؓ نے فرمایا:

"بیٹے بکری جب ذبح کر ڈالی جائے تو پھر اس کی کھال کھینچی جائے یا اس کے جسم کے ٹکڑے کر دیئے جائیں، اُسے کیا پروا؟ — تم اللہ پر بھروسا کر کے اپنا کام کرو۔ راہِ حق میں تلواروں سے قیمہ ہونا گمراہوں کی غلامی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ موت کے خوف سے غلامی کی ذلّت کبھی قبول نہ کرنا!"

اپنی جلیل القدر والدہ کے حوصلہ افزاء کلمات سُن کر ابنِ زبیرؓ پر رقّت طاری ہو گئی اور فرطِ محبّت سے انھوں نے اپنی والدہ کا سر چوم لیا۔ پھر عرض کیا:

"اماں جان! میرا ابھی یہی ارادہ تھا کہ راہِ حق میں مردانہ وار لڑ کر جان دوں لیکن آپ سے مشورہ کرنا میں نے ضروری سمجھا تاکہ میرے مرنے کے بعد آپ رنج و غم نہ کریں۔ الحمدللہ کہ میں نے آپ کو اپنے سے بڑھ کر ثابت قدم پایا۔ آپ کی باتوں نے میرا ایمان تازہ کر دیا ہے۔ آج میں ضرور قتل ہو جاؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ میرے قتل کے بعد بھی آپ اِسی طرح صبر و شکر سے کام لیں گی۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میں نے کبھی بُرائی کو پسند نہ کیا۔ کسی مُسلمان پر ظلم نہیں کیا۔ کبھی بدعہدی نہ کی۔ کبھی امانت میں خیانت نہ کی۔ میرے کسی عامل نے کبھی کوئی بیجا کام کیا تو اس کی حوصلہ شکنی کی۔ اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق پورے کرنے میں جو کچھ ہو سکا کیا۔ اللہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی رضا کے سوا مجھے کوئی شے مطلوب نہیں ۔"

پھر آسمان کی جانب نظر اٹھائی اور کہا :

"باری تعالیٰ میں نے یہ باتیں فخر کی راہ سے نہیں کہیں بلکہ اپنی والدہ محترمہ کی تسکین اور اطمینان کے لئے کہی ہیں ۔"

حضرت اسماءؓ نے دعا دی اور فرمایا :

"بیٹے تم اللہ کی راہ میں جان دو ۔ میں انشاءاللہ صابر و شاکر رہوں گی ۔ اب آگے آؤ تاکہ آخری بار تمھیں پیار کر لوں ۔"

عبداللہؓ آگے بڑھے ۔ نابینا اور ضعیف العمر ماں نے اپنے لختِ جگر کو گلے لگا لیا ۔ اتفاقاً ان کا ہاتھ عبداللہؓ کی زرہ پر پڑ گیا ۔ پوچھا : "بیٹے یہ تمہارے جسم پر کیا ہے ؟ "

ابنِ زبیرؓ ! "اماں جان ...... زرہ ہے تاکہ دشمن کے حربوں سے بچاؤ ہو ۔"

حضرت اسماءؓ نے فرمایا : "بیٹے اللہ کی راہ میں شہید ہونے کے لئے نکلتے ہو اور ان عارضی چیزوں کا سہارا لیتے ہو !"

ابنِ زبیرؓ نے اسی وقت زرہ اتار کر پھینک دی ۔ سر پر سفید رومال باندھ لیا اور ماں سے کہا : "اماں جان اب میرے جسم پر معمولی لباس ہے ۔"

حضرت اسماءؓ ، بیٹا اب میں خوش ہوں ۔ جاؤ اللہ کے رستے میں لڑو اور اس کے ہاں اسی لباس میں جاؤ !"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اکتیسواں باب

ابنِ زبیرؓ کی شہادت

(۱)

ماں سے رخصت ہو کر عبداللہ بن زبیرؓ نے قمیص کے دامن اٹھا کر کمر سے باندھ لئے۔ دونوں آستینیں چڑھالیں اور دونوں ہاتھوں میں تلواریں پکڑ کر رجز پڑھتے ہوئے رزمگاہ میں پہنچے۔ ان کے ساتھ گنتی کے چند فداکار تھے جن میں ان کا ایک صاحبزادہ ان کے ایک پہلو میں اور ابنِ صفوان دوسرے پہلو میں تھا۔ ابنِ زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں نے اس زور کا حملہ کیا کہ شامی فوج کائی کی طرح پھٹ گئی۔ ابنِ زبیرؓ دودستی تلوار چلاتے ہوئے شامیوں کی پچھلی صفوں تک جا پہنچے اور پھر اسی طرح دشمن کے آدمیوں کو خاک و خون میں ملاتے واپس اپنے ساتھیوں سے آملے۔ ابنِ زبیرؓ اگرچہ بہتّر برس کے بوڑھے تھے لیکن ان کی شجاعت اور ہیبت شیر ببر کی سی تھی۔ کسی شامی کو ان کا مقابل ہونے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اب حجاج نے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خود پیدل فوج کا ایک چیدہ دستہ لے کر ابنِ زبیرؓ کے علمبردار کو گھیر لیا۔ ابنِ زبیرؓ نہایت تندی اور تیزی سے شامیوں کی طرف بڑھے اور اُن کے بہت سے آدمی ہلاک کر کے اپنے علمبردار کو دشمن کے نرغے سے نکال لائے۔

ابنِ زبیرؓ کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے شہید ہو رہے تھے۔ اور جو چند ایک ابھی تک زندہ تھے وہ شامی فوج کے سمندر میں منتشر ہو گئے تھے۔ ابنِ زبیرؓ اپنے علمبردار کو شامیوں کے نرغے سے نکال کر مقامِ ابراہیم پر نماز پڑھنے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی شامیوں نے اُن کے علمبردار کو گھیر کر قتل کر ڈالا اور علَم چھین لیا۔ ابنِ زبیرؓ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک قریشی نے عرض کیا: "آپ اجازت دیں تو مَیں کعبہ کا دروازہ کھول دُوں تاکہ آپ اس میں داخل ہو جائیں اور دشمن کی زد سے محفوظ ہو جائیں۔"

ابنِ زبیرؓ نے جواب دیا: "ایسی حالت میں مجھ سے بڑھکر ذلیل انسان کون ہوگا جس نے پہلے اپنے ساتھیوں کو قتل ہونے کے لئے دشمن کے سامنے کر دیا اور اب موت سے بھاگ نکلا اور پھر شامیوں نے پہلے کعبہ کا احترام کب کیا ہے جو اَب کریں گے۔" اس کے بعد انھوں نے یہ شعر پڑھا ؎

وَلَسْتُ بِمُبْتَاعِ الْحَیَاۃِ جبنتہٖ
وَلَا مُرْتَقٍ مِنْ خَشْیَۃِ الْمَوْتِ سُلَّمًا

اور پھر رزمگاہ کی طرف پلٹے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲)

اس اثنا میں شامی فوجیں ہجوم کر کے مسجدِ حرام تک آ پہنچی تھیں۔ ابنِ زبیرؓ کے ساتھ اب صرف دو فداکار تھے۔ انھوں نے شامیوں پر اس زور کا حملہ کیا کہ وہ مسجدِ حرام سے پرے ہٹ گئے۔ اس وقت ایک سیاہ فام شخص نے ان کو گالی دی۔ ابنِ زبیرؓ نے جواب دیا "او رُوسیاہ ٹھہر ذرا مجھے قریب آلینے دے!" یہ کہہ کر آگے بڑھے اور تلوار کے ایک بھرپور وار سے اس کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ اتنے میں بابِ شیبہ سے اہلِ حمص نے ہجوم کیا اور مسجدِ حرام میں داخل ہو گئے۔ پوچھا "یہ کون ہیں؟" جواب ملا۔ "یہ اہلِ حمص ہیں۔" بوڑھے شیر نے ان پر اس شدت سے حملہ کیا کہ وہ مسجدِ حرام سے باہر نکل گئے۔ ابنِ زبیرؓ نے فرمایا ؎

لَوْ كَانَ قِرْنِي وَاحِدًا كَفَيْتُهُ
أَوْرَدْتُهُ الْمَوْتَ وَ ذَكَّيْتُهُ

اہلِ حمص کے بعد اہلِ اردن ابنِ زبیرؓ کی طرف بڑھے لیکن انھوں نے اہلِ اردن کو بھی اپنی تلواروں کے آگے رکھ لیا اور ان کو مسجدِ حرام سے نکلنا پڑا۔ یہ حملہ پسپا کر کے فرمایا: ؎

لَا عَهْدَ لِي بِغَارَةٍ مِثْلَ السَّيْلِ
لَا يَنْجَلِي غُبَارُهَا حَتَّى اللَّيْلِ

اب تک ابنِ زبیرؓ کو کئی زخم لگ چکے تھے لیکن وہ حیرت انگیز پامردی اور چابکدستی سے لڑ رہے تھے۔ ظہر کے وقت تک وہ بیسیوں شامیوں کو ہلاک

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر چکے تھے۔

اہلِ اردن کا حملہ پسپا کرنے کے بعد ابنِ زبیر رضؓ نے بابِ صفا کی طرف حملہ کیا اور شامیوں کو بھیڑوں کی طرح آگے لگالیا۔ ان کے دو فدا کار بھی اس حملہ میں ان کے ساتھ تھے۔ اس وقت کسی شامی نے ایک پتھر ان کے سر پہ دے مارا۔ شدید زخم آیا اور سر اور ماتھے سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے اس حالت میں انھوں نے یہ رجز پڑھا :؎

فَلَسْنَا عَلَى الْأَعْقَابِ تَدْمَى كُلُومُنَا
وَلٰكِنْ عَلٰى اَقْدَامِنَا تَقْطُرُ الدِّمَا

(ہم وہ نہیں جن کی ایڑیوں میں پشت پھیرنے کی وجہ سے خون گرتا ہے، بلکہ سینہ سپر ہونے کی وجہ سے ہمارے قدموں پر خون ٹپکتا ہے)۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ شہادت سے پہلے ابنِ زبیر رضؓ یہ رجزیہ شعر پڑھ رہے تھے :؎

اِنِّیْ اِذَا اَعْرِفُ یَوْمِیْ اَصْبِرُ
وَاِنَّمَا یَعْرِفُ یَوْمَهُ الْحُرُّ
اِذْ بَعْضُهُمْ یَعْرِفُ ثُمَّ یُنْكِرُ[1]

خون زیادہ نکل جانے کی وجہ سے اب قوتِ مدافعت جواب دیتی جارہی تھی۔ اسی حالت میں شامیوں نے نرغہ کرکے اُن پر تلواروں کا مینہ

---

[1] اُسدُ الغابہ ۔ (ابنِ اثیرؒ)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برسا دیا اور ہجرت کے بعد اسلام کا نومولودِ اوّل حواریٔ رسولؐ اور ذات النطاقین کا فرزند اور اپنے وقت کا جری اور شجاع ترین انسان جامِ شہادت پی کر ہمیشہ کے لئے دنیا کی نظروں سے رُوپوش ہوگیا۔ اُن کے دو ساتھی بھی ان پر فدا ہوگئے[1]۔ شامیوں نے فوراً ابنِ زبیرؓ کا سر کاٹ لیا اور حجاج کو ان کی شہادت کی خوشخبری سُنائی۔ یہ واقعہ جمادی الاخریٰ ۷۳ھ میں سہ شنبہ کے دن پیش آیا۔ صحیح تاریخ کے متعلق مؤرخین میں اختلاف ہے۔ شہادت کے وقت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی عمر ۷۲ سال کی تھی اور مدّتِ خلافت ۱۲ برس کے لگ بھگ ۔

(۳)

ابنِ زبیرؓ کے قتل کی خبر سن کر حجاج کو دلی مسرّت ہُوئی۔ محاصرہ کے ایام میں اس نے عہد کیا تھا کہ جب تک ابنِ زبیرؓ کو قتل نہ کرلوں گا نہ خوشبُو لگاؤں گا اور نہ بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ چنانچہ یہ خبر سُن کر وہ بے اختیار سجدۂ شکر میں گر پڑا اور پھر حکم دیا کہ ابنِ زبیرؓ کا سر خانۂ کعبہ کے پرنالہ پر لٹکایا جائے اور جسم مقامِ حجون میں سُولی پہ الٹا لٹکا دیا جائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے سر عبدالملک کے پاس دمشق بھجوا دیا۔ اور یہی صحیح ہے۔

شامیوں نے ابنِ زبیرؓ کی شہادت پر بڑی مسرّت اور شیخی کا اظہار کیا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: ”خدا کی قسم ابنِ زبیرؓ کی ولادت پر

---

[1] ابن زبیرؓ کے یہ دو ساتھی عبداللہ بن صفوان اور عمارہ بن حزم تھے۔

marfat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

خوش ہونے والے اس کی موت پر خوش ہونے والوں سے ہزار درجہ بہتر تھے۔"

حضرت اسماء رضؓ کو حجاج کی حرکت کا علم ہُوا تو انھوں نے اُسے پیغام بھیجا کہ خدا تجھے غارت کرے تُو نے میرے لختِ جگر کی لاش کو دار پر کیوں لٹکایا؟"

حجاج نے جواب میں کہلا بھیجا "میں لوگوں کو ابنِ زبیر رضؓ کے انجام سے عبرت دلانا چاہتا ہوں۔"

حضرت اسماء رضؓ نے پھر اس سے کہلا بھیجا کہ "میرے بچےّ کی لاش میرے حوالے کر دو تاکہ میں اُس کی تجہیز و تکفین کر سکوں۔"

سنگ دل حجاج نے صاف انکار کر دیا۔

واقعۂ شہادت کے ایک دو دن بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کا مقام حجون سے گزر ہُوا۔ ابنِ زبیر رضؓ کی لاش سُولی پر لٹکتے دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوئے اور اس کے نیچے کھڑے ہو کر فرمایا:

"اے ابُو خبیب السّلام علیک۔ میں نے تم کو اس (سیاست) میں پڑنے سے منع کیا تھا۔ تم نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے اور صلہ رحمی کرتے تھے۔"

شہادت کے تیسرے دن حضرت اسماء رضؓ مقام حجوں تشریف لے گئیں۔ اتفاق سے اس وقت حجاج بھی وہاں گشت کر رہا تھا۔ حضرت اسماء رضؓ کو لوگوں نے حجاج کی موجودگی کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا: کیا اس سوار کے اُترنے کا وقت ابھی نہیں آیا؟"

حجاج: "وہ ملحد تھا۔ اس کی یہی سزا تھی۔"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسماءؓ: "خدا کی قسم وہ ملحد نہ تھا بلکہ روزہ دار، نماز گزار اور متقی تھا۔"

حجاج: "بڑھیا یہاں سے چلی جاؤ تمھاری عقل سٹھیا گئی ہے۔"

حضرت اسماءؓ: "میری عقل نہیں سٹھیا گئی۔ خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قبیلہ بنی ثقیف میں ایک کذّاب اور ایک ظالم (سفّاک) پیدا ہو گا۔ سو کذّاب (یعنی مختار ثقفی) کو تو ہم نے دیکھ لیا اور ظالم (سفّاک) سو وہ تُو ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ جب حجاج نے سُنا کہ ابنِ عمرؓ نے ابنِ زبیرؓ کی لاش کے نیچے کھڑے ہو کر ان کی تعریف کی ہے تو اس نے لاش کو سُولی سے اُترواکر یہودیوں کے قبرستان میں پھینکوا دیا اور حضرت اسماءؓ کو بلا بھیجا۔ انھوں نے صاف انکار کر دیا۔ حجاج نے کہلا بھیجا کہ میرے حکم کی تعمیل کرو ورنہ چوٹی پکڑ کر گھسٹواؤں گا۔"

حضرت اسماءؓ نے جواب میں کہلا بھیجا "خدا کی قسم اس وقت تک نہ آؤں گی جب تک تُو چوٹی پکڑ کر نہ گھسٹوائے گا۔"

حجاج اب مجبور ہو کر خود حضرت اسماءؓ کے پاس پہنچا اور دلآزارانہ لہجے میں کہنے لگا "اے ذات النطاقین سچ کہنا خدا کے دشمن کا انجام کیسا ہُوا؟"

حضرت اسماءؓ: "ہاں تُو نے میرے لختِ جگر کی دُنیا خراب کی لیکن اس نے تیری آخرت برباد کر دی ہے۔ میں نے سُنا ہے تو میرے بیٹے کو طنزاً ابنِ ذات النِّطاقَین کہتا تھا تو خدا کی قسم میں ذات النطاقین ہوں میں

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کا کھانا نطاق سے باندھا تھا۔ لیکن مَیں نے خود حضورؐ سے سُنا ہے کہ بنی ثقیف میں ایک کذّاب اور ایک سفّاک ہوگا۔ کذاب کو ہم نے دیکھ لیا۔ سفّاک کا دیکھنا باقی تھا سو اب دیکھ لیا کہ وہ تُو ہے"۔

حجاج حضرت اسماءؓ کی یہ بیباکانہ گفت گوسُن کر سکتے میں آگیا اور کان دبا کر وہاں سے چل دیا۔[1]

(۴)

حضرت اسماءؓ جب حجاج بن یوسف کی طرف سے مایوس ہو گئیں اور انھیں یقین ہو گیا کہ وہ ان کے لختِ جگر کی لاش ان کے حوالے نہیں کرے گا تو انھوں نے کسی ذریعہ سے عبدالملک کو دمشق پیغام بھجوایا۔ ایک روایت ہے کہ ابنِ زبیرؓ کے بھائی عُروہ بن زبیرؓ محاصرۂ مکّہ کے دوران میں آخر وقت تک ان کے ساتھ تھے۔ جب عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہو گئے اور حجاج نے ان کی لاش سُولی پر لٹکوا دی تو وہ مکّہ سے پوشیدہ طور پر عبدالملک کے پاس دمشق پہنچے۔ عبدالملک عروہؓ سے بڑی محبت اور تکریم سے پیش آیا اور انھیں اپنے ساتھ تخت پر جگہ دی۔ عروہؓ نے اسے مکّہ کے سارے حالات بتائے اور اس سے درخواست کی کہ حجاج کو ابنِ زبیرؓ کی لاش حضرت اسماءؓ کے حوالے کرنے کا حکم بھیجے۔ عبدالملک نے اسی وقت حجاج کو ایک غضب آلود خط لکھا جس میں اس کی حرکت پر سخت ناپسندیدگی

---

[1] صحیح مسلم (جلد دوم)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا اظہار کیا اور ابنِ زبیر رضؓ کی لاش فوراً حضرت اسماء رضؓ کے سپرد کرنے کا حکم دیا۔ عبد الملک کا حکم پہنچنے پر حجاج نے ابنِ زبیر رضؓ کی لاش حضرت اسماء رضؓ کے حوالے کر دی۔

ابنِ ابی ملیکہ ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ میں سب سے پہلا شخص تھا جس نے حضرت اسماء رضؓ کو ابنِ زبیر رضؓ کی لاش ان کے حوالے کئے جانے کی بشارت دی۔ انھوں نے مجھے حکم دیا کہ اسے غسل دو۔ ہم ایک ایک حصۂ بدن کو غسل دے کر کفن میں لپیٹتے جاتے تھے۔ جب سارے اعضا کا غسل ہو چکا تو حضرت اسماء رضؓ نے اپنے لختِ جگر کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ پھر ہم نے جنازہ پڑھ کر ابنِ زبیر رضؓ کو مقامِ حجون میں سپردِ خاک کیا۔ اس سے پہلے حضرت اسماء رضؓ فرمایا کرتی تھیں۔ الٰہی مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک میں اپنے فرزند کا جُثہ کفنا دفنا کر مطمئن نہ ہو جاؤں۔ حضرت اسماء رضؓ نے حضرت ابنِ زبیر رضؓ کی شہادت کے سات، بیس یا سو دن کے بعد وفات پائی۔ وفات کے وقت ان کی عمر سو برس کے لگ بھگ تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ حجاج نے عبد الملک کو لکھا کہ عروہ رضؓ آخر وقت تک اپنے بھائی کے ساتھ تھے اور ان کے قتل کے بعد خدا کا مال لے کر کہیں بھاگ گئے ہیں۔ عبد الملک نے اسے جواب دیا کہ وہ کہیں بھاگے نہیں بلکہ دمشق آ کر میری بیعت کر لی ہے اور ہم نے ان کی گذشتہ خطاؤں کو معاف کر دیا ہے۔ میں انھیں مکہ واپس بھیج رہا ہوں۔ خبردار ان سے کسی قسم کی بدسلوکی نہ ہو۔ چنانچہ عروہ کی واپسی کے بعد ہی ابنِ زبیر رضؓ کی تجہیز و تکفین

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی گئی اور وہ بھی اپنے جلیل القدر بھائی کے کفن دفن میں شریک ہوئے ۔

(۵)

علامہ شبلی نعمانی رح نے حضرت ابن زبیر رض کے واقعۂ شہادت کو ان الفاظ میں نظم کیا ہے : ؎

مسند آرائے خلافت جو ہوئے ابنِ زبیر رض — سب نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائے یکبار
ابنِ مروان نے حجاج کو بھیجا پئے جنگ — جس کی تقدیر میں مرغانِ حرم کا تھا شکار
حرمِ کعبہ میں محصور ہوئے ابنِ زبیر رض — فوجِ بیدین نے کیا کعبۂ ملّت کا حصار
دامنِ عرش ہوا جاتا تھا آلودۂ گرد — بارشِ سنگ سے اٹھتا تھا جو رہ رہ کے غبار
تھا جو سامانِ رسد چار طرف سے مسدود — ہر گلی کوچہ بنا جاتا تھا اک کنجِ مزار
جب یہ دیکھا کہ کوئی ناصر و یاور نہ رہا — ماں کی خدمت میں گئے ابنِ زبیر رض آخرکار
جا کے کی عرض کہ اے ختِ حریمِ نبوی — نظر آتے نہیں اب حرمتِ دین کے آثار
آپ فرمایئے اب آپ کا ارشاد ہے کیا؟ — کہ میں ہوں آپ کا اِک بندۂ فرمانبردار
صلح کر لوں کہ چلا جاؤں حرم سے باہر — یا یہیں رہ کے اسی خاک پہ ہو جاؤں نثار
بولی وہ پردہ نشینِ حرمِ سترِ عفاف — حق پہ گر تو ہے تو پھر صلح ہے مستوجبِ عار
یہ زمیں ہے وہی قربان گہِ اسمٰعیل ؑ — فدیۂ نفس ہے خود دینِ خلیلی کا شعار
ماں سے رخصت ہوئے یہ کہہ کے باآدابِ نیاز — آپ کے دودھ سے شرمندہ نہ ہوں گا زنہار
پہلے ہی حملہ میں دشمن کی الٹ دیں فوجیں — جس طرف جاتے تھے یہ ٹوٹتی جاتی تھی قطار
منجنیقوں سے برستے تھے جو پتھر پیہم — اک پتھر نے کیا آ کے سر و رخ کو فگار
خون ٹپکا جو قدم پر تو کہا از رہِ فخر — یہ ادا وہ ہے کہ ہم ہاشمیوں کا ہے شعار

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس گھرانے نے کبھی پشت پہ کھایا نہیں زخم | خون ٹپکے گا تو ٹپکے گا قدم پہ ہر بار
زخم کھا کھا کے لڑے جاتے تھے لیکن کب تک | آخر الامر گرے خاک پہ مجبور و نزار
لاش منگوا کے جو حجاج نے دیکھی تو کہا | اس کو سُولی پہ چڑھاؤ کہ یہ تھا قابلِ دار
لاش لٹکی رہی سُولی پہ کئی دن لیکن | ان کی ماں نے نہ کیا رنج والم کا اظہار
اتفاقات سے اک دن جو اُدھر جا نکلیں | دیکھ کر لاش کو بے ساختہ بولیں یکبار

ہو چکی دیر کہ منبر پہ کھڑا ہے یہ خطیب
اپنے مرکب سے اُترتا نہیں اب بھی یہ سوار!

(۶)

اوپر ذکر آچکا ہے کہ ذات النطاقین حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ کے نزدیک حجاج بن یوسف بنو ثقیف کا وہی سفاک تھا جس کی خبر سرورِ دو عالمؐ نے سالہا سال پہلے دی تھی۔

مکہ معظمہ کے محاصرہ اور ابنِ زبیرؓ کی شہادت کے واقعات پر ایک نظر ڈالی جائے تو اس حدیث کے مستند (حسن) ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ حجاج کی سفاکی اور بربریت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس نے عین حج کے زمانہ میں مکہ معظمہ پر فوج کشی کی جبکہ زمانۂ جاہلیت میں کفار و مشرکین بھی (حج کے دنوں میں) جنگ سے ہاتھ روک لیتے تھے۔ پھر فتح کے بعد اس نے ابنِ زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں کے سروں اور لاشوں کے ساتھ جو انسانیت سوز سلوک کیا وہ سفاکوں ہی کا شیوہ کار ہو سکتا تھا۔[۱] جلیل القدر صحابی

[۱] ابنِ زبیرؓ کے جن رفقاء نے ان کا آخری دم تک ساتھ دیا ان میں (باقی اگلے صفحہ پر دیکھیں)

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عمرؓ خلافت کے مسئلہ میں ابنِ زبیرؓ سے اختلاف رکھتے تھے لیکن حجاج کی سفّاکی کو انھوں نے بھی سخت ناپسند کیا اور اس کو برسرِ عام لعن طعن کی۔ حجاج سے یہی مخالفت ان کی موت کا سبب بن گئی[1]"

(۷)

حجاج نے صرف ابنِ زبیرؓ کی ذات ہی کو سیاسی انتقام کا نشانہ نہیں بنایا بلکہ ان کی تعمیرِ کعبہ پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے دریغ نہ کیا۔ چنانچہ مکۂ معظمہ پر تسلط جمانے کے بعد اس نے عبدالملک کو لکھا کہ" ابنِ زبیرؓ نے کعبہ میں

(فٹ نوٹ پچھلے صفحہ سے آگے) — عبداللہ بن صفوان اور عمارہ بن حزم کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ حجاج نے فتح کے بعد ابنِ زبیرؓ، عبداللہ اور عمارہ تینوں کے سر کاٹ کر مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے دمشق بھیج دیئے۔ راستے میں جگہ جگہ ان سروں کی نمائش کی گئی۔ حجاج نے اسی پر ہی بس نہیں کی بلکہ ان بے سر لاشوں کو سُولی پر لٹکا دیا جہاں وہ کئی دن تک لٹکتی رہیں۔ علامہ طبری، ابنِ خلدون اور حافظ ابنِ کثیر کے بیان کے مطابق تینوں لاشیں سُولی پر سڑ گئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ۹۶۵ھ سلطان سلیمان بن سلیم خان نے مسجدِ حرام کا منبر بنوانے کے لئے بنیادیں کھدوائیں تو زمین سے دو آدمیوں کی صحیح سالم لاشیں نکلیں جو آلاتِ حرب سے لیس تھیں بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ دو لاشیں عبداللہ بن صفوان اور عمارہ بن حزم کی تھیں جن کو لوگوں نے مسجدِ حرام میں دفن کر دیا تھا تاکہ حجاج ان قبروں کی بے حرمتی نہ کر سکے لیکن ہمارے خیال میں ان مؤرخین کی یہ رائے درست نہیں ہے۔ حجاج نے ابنِ زبیرؓ اور ان کے رفقاء کی لاشوں کے ساتھ جو سلوک کیا اس کے پیشِ نظر ان کا ہتھیاروں سمیت صحیح سالم برآمد ہونا قرینِ قیاس نہیں ہے۔

[1] ابنِ سعد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حجاج نے اپنے (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اضافہ کر دیا ہے۔ کیا میں اسے اسی صورت میں رہنے دوں یا از سرِ نو تعمیر کر دوں؟"
عبدالملک نے اس کو حکم بھیجا کہ کعبہ کی جو شکل رسول اللہؐ کے زمانے میں تھی وہ دوبارہ اُس کو اُسی شکل پر تعمیر کرے۔ چنانچہ حجاج نے کعبہ کو شامی، یعنی شمالی جانب سے ۶ گز ایک بالشت کے برابر منہدم کر دیا اور اس دیوار کو قریش کی بنیاد پر قائم کیا۔ پھر اس نے مشرقی دروازے کو سطح زمین سے بلند کر کے مغربی دروازے کو بند کر دیا۔ اس کے بعد جو پتھر اس سے علیحٰدہ کر لئے گئے تھے ان سے اس کی زمین کو پٹوا دیا۔ اس کے علاوہ اس نے ابنِ زبیرؓ کی تعمیر میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد عبدالملک بن مروان مکہ معظمہ آیا! ور بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لئے گیا۔ اثنائے طواف میں وہ عبداللہ بن زبیرؓ کو

(بقیہ نٹ نوٹ صفحہ گزشتہ سے آگے) خطبہ میں ابنِ زبیرؓ پر اتہام لگایا کہ انھوں نے قرآن میں تحریف کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ یہ سُن کر تڑپ اٹھے اور مجمع عام میں کڑک کر کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ نہ ابنِ زبیرؓ میں اتنی طاقت ہے نہ تجھ میں یہ مجال ہے"۔ حجاج کو ان کی یہ ڈانٹ سخت ناگوار گزری۔ اس وقت تو خون کے گھونٹ پی کر خاموش رہ گیا۔ کیونکہ ابنِ عمرؓ پر علانیہ ہاتھ اٹھانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اور پھر عبدالملک نے بھی اس کو حکم دیا تھا کہ ابنِ عمرؓ کی مخالفت نہ کرے لیکن وہ انتقام کے لئے موقع کی تلاش میں رہا۔ چنانچہ حج کے زمانہ میں اس کے اشارے سے ایک شامی نے ابنِ عمرؓ کے پاؤں میں اپنی برچھی کی زہر آلود نوک چبھو دی۔ انھوں نے اسی زخم کی وجہ سے ۷۴ھ میں وفات پائی۔

(طبقات ابنِ سعد۔ مستدرک حاکم)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس بات پر ملامت کرنے لگا کہ انھوں نے کعبہ کی عمارت کو تبدیل کر دیا اور اپنے اس کام کے لئے غلط طور پر اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضؓ کی ایک روایت کا سہارا لیا کہ رسول کریمؐ بنائے کعبہ میں اضافہ کی خواہش رکھتے تھے۔ اس وقت عبدالملک کے ساتھ حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہؓ المخزومی بھی کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ انھوں نے عبدالملک کی بات سن کر کہا: "امیرالمؤمنین اس بارے میں آپ ابنِ زبیر رضؓ کو مطعون نہ کیجئے۔ جہاں تک رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی بنائے کعبہ میں اضافہ کی خواہش کا سوال ہے مَیں نے اس روایت کو خود اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضؓ سے سُنا ہے۔"

عبدالملک یہ سن کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا:

" لَوْ سَمِعْتُ هٰذَا قَبْلَ اَنْ اَنْقُضَهٗ لَتَرَكْتُهٗ عَلٰى مَا بَنٰى اِبْنُ زُبَيْرٍ۔"

"یعنی اگر مَیں اِس سے پہلے یہ حدیث سُنتا تو کعبہ کو ابنِ زبیر رضؓ کی تعمیر کردہ صورت پر رہنے دیتا۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ واقعہ بیت اللہ کے طواف کے موقع پر پیش نہیں آیا بلکہ حارث بن عبداللہ خود عبدالملک کے پاس گئے جب عبدالملک نے اثنائے گفتگو میں ان سے یہ کہا کہ میرے خیال میں ابنِ زبیر رضؓ نے کعبہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضؓ سے کچھ بھی نہیں سُنا تھا تو انھوں نے کہا کہ امیرالمؤمنین یہ حدیث تو مَیں نے خود اُمّ المؤمنین عائشہ رضؓ سے سُنی تھی۔

عبدالملک یہ سنکر بڑی دیر تک ایک شاخ سے زمین کو سر جھکائے کریدتا رہا پھر بولا "کاش مَیں ابنِ زبیرؓ کی تعمیر کو اسیطرح رہنے دیتا۔ اس نے بڑا خرچ کیا۔"[1]

---

[1] اخبار مکہ۔ علامہ ازرقی۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بتیسواں باب

ابنِ زبیرؓ امیر المؤمنین کی حیثیت سے

(۱)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بارہ برس کے لگ بھگ پہلے صرف حجاز اور پھر حجاز، عراق، یمن، مصر اور خراسان وغیرہ کے خلیفہ یا امیر المومنین رہے۔ لیکن اس سارے عرصے میں انہیں ایک دن بھی امن وسکون سے بیٹھنا نصیب نہ ہُوا۔ ان کی خلافت کا زمانہ انتہائی پرآشوب تھا۔ انہیں بیک وقت بنی امیہؓ، خوارج اور مختار ثقفی کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ بڑی ہمّت سے ساری مخالفتوں کے سامنے سینہ سپر رہے۔ اور آخری دم تک اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ ان حالات کے پیشِ نظر عبداللہ بن زبیرؓ کے عہدِ خلافت کے تعمیری اور انتظامی پہلوؤں پر نظر ڈالنا بے کار ہے تاہم جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس پُرآشوب دور اور انتہائی نامساعد حالات میں بھی ابنِ زبیرؓ نے دین وملت کی خدمت کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ تو ان کی زبردست مستقل مزاجی، بلند ہمتی اور اسلام سے والہانہ محبّت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابنِ زبیرؓ کا سب سے بڑا کارنامہ کعبہ کی تعمیرِ وتجدید ہے۔ اس کی تفصیل پیچھے ایک الگ باب میں آ چکی ہے، یہاں ہم ان کے عہدِ خلافت کے کچھ دوسرے پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے۔

(۲)

قریب قریب سبھی اربابِ تاریخ وسِیَر نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے زہد و اتّقا۔ شجاعت اور حق گوئی و بیباکی کا ذکر خصوصیت سے کیا ہے۔ ان کا یہی زہدٗ اتّقا اور دوسرے اوصاف تھے، جن کو دیکھ کر عامۃ المسلمین نے ملوکیت کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لئے انہیں منتخب کیا، جن لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ان میں صحابہ کرامؓ۔ تابعین اور صلحائے امت کی ایک کثیر جماعت بھی شامل تھی۔ چنانچہ علمائے امت کی رائے ہے، کہ ابنِ زبیرؓ امرِ خلافت کے لئے مروان اور عبدالملک بن مروان سے اولیٰ اور زیادہ مستحق تھے۔[1] ابنِ زبیرؓ نے سریر آرائے خلافت ہو کر جو کام سرانجام دئے ان سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ عامۃ المسلمین کا انتخاب بالکل جائز اور درست تھا۔ انہوں نے اپنے زہد و تقوٰی کو اپنی ذات تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ اپنے دورِ خلافت کو خلافتِ راشدہ بنانے کی ہر ممکن کوشش کی اور احیائے

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی رح نے تاریخ الخلفاء میں ذہبی رح کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مروان کو خلیفہ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ باغی تھا، جس نے ابنِ زبیرؓ پر خروج کیا نہ اس کا اپنے بیٹے کو ولیعہد کرنا صحیح ہے۔ عبدالملک کی خلافت بھی عبداللہ بن زبیرؓ کے مقتول ہونے کے بعد صحیح سمجھنی چاہیئے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سنت کے لئے کسی سعی سے دریغ نہ کیا۔ اتباعِ سنت میں وہ جس قدر شدت برتتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکے گا کہ ایک بار حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کے بھائی عمرو بن زبیرؓ کے درمیان کوئی جھگڑا پیدا ہو گیا۔ دونوں نے اپنا جھگڑا چکانے کے لئے حضرت سعیدؓ بن عاص کو حکم بنایا۔ دونوں حضرات حضرت سعیدؓ بن عاصؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ کے مرتبہ کے پیشِ نظر ان کو اپنے برابر مسند پر بٹھانا چاہا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا۔ میں ہرگز آپ کے ساتھ نہیں بیٹھوں گا۔ کہ یہ سنتِ نبوی کے خلاف ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں منصف کے سامنے برابر بٹھائے جائیں۔

سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ

چنانچہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ فرش پر بیٹھ گئے۔

اسی طرح عبداللہ بن زبیرؓ لوگوں کو کھیل تماشوں سے سختی کے ساتھ روکتے تھے۔ اس بارے میں وہ اس حدیثِ نبوی پر عامل تھے:۔

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ

(جو شخص منکراتِ شرعیہ کو دیکھے تو اپنی طاقت سے اس کو مٹا دے)

انہوں نے اپنے دورِ خلافت میں اعلان کیا کہ جو شخص شطرنج (نردشیر) وغیرہ کھیلتا ہوا پایا گیا تو خدا کی قسم میں اس کے بال کھنچواؤں گا اور اسے دُرّے لگاؤں گا اور ایسے مجرم کے پکڑنے والے کو مجرم کے جسم کا تمام سامان (سلب کر کے) دے دیا جائے گا۔

(۳)

عبداللہ بن زبیرؓ نے اگرچہ کعبہ کی تعمیر پر دل کھول کر روپیہ صرف کیا تھا لیکن اپنی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عمومی زندگی میں وہ بے حد کفایت شعار تھے۔ خلافت کا بارِ گراں اٹھانے کے بعد تو وہ پہلے سے بھی زیادہ محتاط ہو گئے تھے۔ وہ اس بات کو مطلق جائز نہیں سمجھتے تھے کہ بیت المال سے کوئی چیز کسی غیر مستحق کو دی جائے۔ اپنے ذاتی روپیہ کے خرچ کرنے میں بھی وہ اسی طرح محتاط تھے۔ ان کی یہی احتیاط اور کفایت شعاری بعد میں ان کے لئے کئی مصائب کا باعث ہوئی۔ کیونکہ ان کے حریف بنی امیہ عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے مال و دولت لٹانے میں مطلق دریغ نہیں کرتے تھے۔ ابنِ زبیرؓ کی کفایت شعاری کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ ایک دفعہ ایک اعرابی ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی "امیر المومنین میں اور آپ فلاں تعلق سے قرابتدار ہیں۔"

عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "تم ٹھیک کہتے ہو لیکن یہ بھی تو سوچو کہ تمام انسان آدم و حوا کی اولاد ہونے کی حیثیت سے ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں۔"

اعرابی نے کہا "میں اس وقت تنگ دست ہوں اور میرے پاس خرچ کے لئے کچھ بھی نہیں۔"

ابنِ زبیرؓ نے کہا "میں نے تمہارے خرچ کا ذمہ کبھی نہیں اُٹھایا۔"

اعرابی نے کہا "میرا اونٹ سردی کی شدت سے مرنے کے قریب ہے۔"

ابنِ زبیرؓ نے کہا "تم اس کو کسی گرم جگہ میں لے جاؤ اور اس پر کوئی کمبل وغیرہ ڈال دو۔"

اعرابی نے کہا "میں آپ سے کچھ مانگنے آیا تھا مشورہ لینے نہیں آیا، اس اونٹ پر لعنت ہو جو مجھے آپ کے پاس لایا۔"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابنِ زبیرؓ نے فرمایا "اس اونٹ کے سوار پر بھی تو لعنت کہو (جو تندرست و توانا ہونے کے باوجود دستِ سوال دراز کر رہا ہے)۔

(۴)

ابنِ زبیرؓ کو اپنے بارہ سالہ دورِ خلافت میں ایک دن بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ پھر بھی وہ عامۃ الناس کی خبر گیری اور ملکی نظم و نسق کی جانب سے غافل نہیں رہے۔ جہاں جہاں ان کی خلافت کو تسلیم کر لیا گیا تھا وہاں انہوں نے اپنے عمّال بھیج دیئے تھے۔ یہ عمّال زہد و تقویٰ میں ابنِ زبیرؓ کے معیار پر پورے اترتے تھے۔ انہوں نے عمّال کے انتخاب میں ہمیشہ زہد و تقویٰ اور دینداری کو ملحوظ رکھا۔ اگر وہ ملکی عہدوں کو سیاسی رشوتوں اور جوڑ توڑ کے لئے استعمال کرتے تو آج بنی امیّہ کی تاریخ کا نام و نشان بھی نہ ملتا۔

عبداللہ بن زبیرؓ کے چند عمّال کے نام یہ ہیں: عبداللہ بن یزید خطمیؓ (مکہ معظمہ)[۱] نعمان بن بشیرؓ (حمص) عبدالرحمٰن بن حجدم (مصر) زفر بن حارث (قنسرین) عبداللہ بن مطیع (کوفہ) عبداللہ بن حازم، مہلب بن ابی صفرہ (خراسان) مصعب بن زبیرؓ (بصرہ) وغیرہ

ابنِ زبیرؓ اپنے عمّال کی پوری نگرانی کرتے تھے اور ہر وقت ان کے محاسبے کے لئے تیار رہتے تھے۔ کسی عامل کے خلاف انہیں شکایت پہنچتی تو فوراً اس کی تحقیقات کراتے اگر درست ثابت ہوتی تو شکایت کی نوعیت کے مطابق اس کا تدارک کرتے۔

---

[۱] حضرت عبداللہ بن یزید خطمیؓ ابنِ زبیرؓ کی طرف سے تھوڑے عرصہ کیلئے مکہ کے امیر رہے چونکہ مکہ معظمہ ابنِ زبیرؓ کا مستقرِ خلافت تھا اس لئے نائب کی ضرورت نہ تھی چنانچہ ابنِ زبیرؓ نے ان کو اس عہدے سے سبکدوش کر دیا (اصابہ)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر عامل کی زیادتی سنگین ہوتی تو اسے معزول کر دیتے اگر معمولی ہوتی تو اسے سخت تنبیہ کرتے کہ گزشتہ زیادتی کی تلافی کرو اور آئندہ کے لئے توبہ کرو۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے لڑکے حمزہ کو بصرہ کا حاکم بنا کر بھیجا۔ حمزہ نے شرفائے بصرہ کے ساتھ ناروا سلوک کیا جس سے ان کی خودداری سخت مجروح ہوئی۔ عبداللہ بن زبیرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے فوراً حمزہ کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ مصعب بن زبیرؓ کو بصرہ کا عامل بنا دیا۔ مصعب کے قتل کے بعد اہلِ بصرہ پر خوارج نے چڑھائی کر دی۔ ابنِ زبیرؓ نے مُہلّب بن ابی صفرہ والیٔ خراسان کو حکم دیا کہ بصرہ کے لوگوں کی مدد کے لئے پہنچو۔ چنانچہ مہلب نے خوارج کو بصرہ کے علاقہ سے نکال باہر کیا اور اہل بصرہ نے سُکھ کا سانس لیا۔

حضرت سعیدؒ بن مسیّبؒ مدینہ کے ایک نہایت ممتاز تابعی تھے۔ ابنِ زبیرؓ کی طرف سے جابر بن اسود اہلِ مدینہ سے بیعت لینے آیا تو انہوں نے بیعت سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک تمام مسلمانوں کا ابن زبیرؓ کی خلافت پر اتفاق نہیں ہو جاتا میں ان کی بیعت نہیں کروں گا۔ جابر نے حضرت سعیدؒ پر اس معاملہ میں سختی کی حتیٰ کہ ان کو کوڑوں سے پٹوایا۔ ابنِ زبیرؓ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ سخت رنجیدہ ہوئے اور ایک خط لکھ کر جابر کو تنبیہ کی کہ خبردار سعیدؒ سے کوئی تعرض نہ کرو اور ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔

ابنِ زبیرؓ نے امارت و قضا کے محکموں کو ایک دوسرے سے جدا رکھا اور اپنے قضاۃ کو ہدایت کی کہ وہ اپنے فیصلوں کی بنیاد ہمیشہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ پر رکھیں اور اس معاملہ میں ہرگز کسی کی رورعایت نہ کریں۔ ان کے قضاۃ میں عبداللہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بن عتبہ۔ ہشام بن ہبیرہ اور شریح بن حارث رضؓ مشہور ہیں۔ ابنِ زبیر رضؓ کی فوج کی دو شاخیں تھیں، بری اور بحری۔ بری فوج سے وہ بیک وقت بنی امیہؓ۔ مختار ثقفی اور خوارج کا مقابلہ کرتے رہے۔ بحری فوج عبدالرحمن بن جحدم حاکم مصر کی نگرانی میں تھی۔ مروان نے جب مصر پر حملہ کیا تو عبدالرحمٰن نے اس کے مقابلے کے لئے بحری فوجیں روانہ کیں۔ دوسرے معاملات میں الجھے رہنے کے باعث ابنِ زبیر رضؓ بحری فوج پر چنداں توجہ نہ دے سکے اور نہ اس سے کوئی خاص کام لے سکے۔

سامانِ رسد کے معاملہ میں ابنِ زبیر رضؓ بہت محتاط تھے اور اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ کسی محاذ پر ان کی فوج کو سامان رسد کی قلّت کا سامنا نہ کرنا پڑے چنانچہ ان کے سارے دورِ خلافت میں ان کی افواج کو رسد کی کمی کی وجہ سے کسی جگہ بھی تکلیف نہ اُٹھانا پڑی۔ البتہ ان کے آخری دنوں میں غلہ کے ذخائر اہل مکہ کے لئے مکتفی نہ ہو سکے کیونکہ حجاج کا محاصرہ نہایت طویل اور سخت تھا اور محفوظ ذخائر کے سوا ابنِ زبیر رضؓ کسی جگہ سے غلہ حاصل نہ کر سکے۔

بعض مؤرّخین نے لکھا ہے کہ ابنِ زبیر رضؓ نے اپنے درہم بھی ڈھلوائے اور ان کا نقش اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ مقرر کیا۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ گول (مستدیر) درہم ڈھلوائے درہم کی ایک طرف "محمد رسول اللہ" نقش تھا۔ اور دوسری طرف "اَمَرَ اللّٰہُ بِالْوَفَآءِ وَالْعَدْلِ"۔

(۵)

ابنِ زبیر رضؓ کے عہدِ خلافت میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ یہ واقعہ نوعیت کے لحاظ سے بالکل معمولی ہے لیکن چونکہ اس کا تعلق اس دور کے مشہور شاعر فرزدق سے ہے اس لئے بعض مورخین نے اسے مزے لے لے کر بیان کیا ہے، واقعہ یہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ آخر عہدِ صحابہ میں نوارؔ بنت اعین مجاشعی ایک عالی نسب اور حسین و جمیل خاتون تھی۔ سارے عرب میں اس کی فصاحت و بلاغت اور حسن و جمال کا چرچا تھا۔ نوار کا ایک ہم قبیلہ نوجوان اس دور کے مشہور شاعر فرزدق کی تولیت میں تھا۔ یہ نوجوان بھی بے حد وجیہ اور اعلیٰ خصائل کا مالک تھا۔ اس نے نوار کو شادی کا پیغام بھیجا۔ نوار کو یہ پیغام پسند آیا اور اس نے نوجوان کے متولی فرزدق کو کہلا بھیجا کہ فلاں نوجوان جو آپ کے پاس ہے۔ میرے ساتھ عقدِ نکاح کا خواہش مند ہے۔ میں بھی اس کے ساتھ شادی کے لئے رضامند ہوں۔ آپ ہم دونوں کی خواہش پوری کرنے کا انتظام کر دیں۔

فرزدق خود بھی مدتوں سے نوار پر نظر لگائے بیٹھا تھا۔ اسے یہ پیغام ملا تو اس نے نوار پر قبضہ جمانے کی ایک عجیب ترکیب سوچی۔ اس نے نوار کو کہلا بھیجا کہ میں اس معاملہ میں اس شرط پر آنے کے لئے تیار ہوں۔ کہ تم بہت سے معزز لوگوں کے سامنے اس بات کا اقرار کرو کہ فرزدق جس کے عقدِ نکاح میں تمہیں دے گا۔ تم اس کے عقد میں چلی جاؤ گی نوار نے فرزدق کی شرط منظور کر لی اور اپنے قبیلہ بنی دارم کے لوگوں کے ایک اجتماع کے سامنے اقرار کر لیا کہ فرزدق کو میرے عقد کے متعلق ہر قسم کا اختیار ہے۔

نوار کے اقرار کے بعد فرزدق اٹھا اور خطبۂ نکاح پڑھنے کے بعد کہا۔

"اے لوگو گواہ رہو میں نے نوار کا عقد ایک سو سُرخ اونٹنیوں کے مہر پر اپنے ساتھ کیا"

نوار سکتے میں آگئی۔ فرزدق نے اسے سخت فریب دیا تھا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ سب لوگ اس کے فرزدق کے ساتھ عقدِ نکاح کے گواہ تھے۔ کوئی اس کے حق میں گواہی دینے کی حامی نہیں بھرتا تھا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ لوگوں کو اصل بات کا علم نہ تھا۔ اور دوسری یہ کہ فرزدق کی ہجو گوئی سے ایک دنیا پناہ مانگتی تھی۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نوار دل شکستہ ہو کر مکّہ معظّمہ پہنچی۔ اس وقت عبداللہ بن زبیرؓ کا دورِ خلافت تھا۔ نوارؔ ابنِ زبیرؓ کی زوجہ خولہ بنتِ منظور فرازیہ کے ہاں مہمان ٹھہری تاکہ دل جمعی کے ساتھ ابنِ زبیرؓ کو اپنی مصیبت کی داستان سنا سکے۔ ادھر فرزدق بھی نوار کے تعاقب میں مکہ پہنچا۔ اور ابنِ زبیرؓ کے بیٹوں کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ اس نے ان کے سامنے اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کیا اور کہا کہ امیرالمومنین سے کہہ کر میری زوجہ مجھے واپس دلائیں۔

ابنِ زبیرؓ نہایت زیرک تھے۔ انہوں نے اپنی زوجہ اور فرزندوں کی زبانی فریقین کے حالات سُنے اور فوراً اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ فرزدق نے نوار کو دھوکا دیا ہے۔ فرزدق نے ابنِ زبیرؓ کو نوار کا طرف دار پایا تو نہایت بے حیائی سے ان کی ہجو میں یہ دو اشعار کہے :ـ

أَمَّا بَنُوهُ فَلَمْ تُقْبَلْ شَفَاعَتُهُمْ   وَشُفِّعَتْ بِنْتُ مَنْظُورِ بْنِ زَبَّانَا

(لیکن انکی سفارش نہیں مانی گئی لیکن ہاں منظور بن زیان کی بیٹی کی سفارش کارگر ہوگئی)

لَيْسَ الشَّفِيعُ الَّذِي يَأْتِيهِ مُؤْتَزِرًا   مِثْلَ الشَّفِيعِ الَّذِي يَأْتِيكَ عُرْيَانَا

(جو سفارش کرنے والا تمہارے پاس پاجامہ پہنے ہوئے آئے وہ اس سفارش کرنے والی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو تمہارے پاس برہنہ ہو کر آئے)

ابنِ زبیرؓ کو یہ اشعار سن کر بہت غصّہ آیا۔ انہوں نے نوار کو بلوا کر کہا۔ کہ میرے سامنے دو صورتیں ہیں۔ یا تو فرزدق کو قتل کر ڈالوں یا اسے جلاوطن کر دوں۔ بتاؤ کس پر عمل کیا جائے؟ نوار کو فرزدق پر رحم آگیا۔ اس نے ابنِ زبیرؓ سے التجا کی "امیرالمومنین مجھے ان میں سے کوئی صورت بھی پسند نہیں۔ میں اپنی ہی زندگی خراب کر لوں گی"۔ ابنِ زبیرؓ نے کچھ سوچ کر فرزدق کو بلوایا اور کہا کہ تم نوار کا

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مہر لا کر حاضر کرو ورنہ میں تمہارا نکاح فسخ کر دوں گا۔ فرزدق نے جواب دیا "شاید آپ خود نوار کو اپنی زوجیت میں لانا چاہتے ہیں۔ ورنہ مجھے ایسی کڑی شرط پوری کرنے کے لئے نہ کہتے"۔ ابنِ زبیرؓ کو اب سخت غصہ آیا اور انہوں نے فرمایا۔ "تمہاری قوم بنی تمیم کو اہلِ عرب نے اپنی برادری سے نکال دیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے خانہ کعبہ پر یورش کی تھی۔ تمہاری ہستی ہی کیا ہے۔ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ"۔ فرزدق نے اس مجلس سے اُٹھ کر چند اشعار کہے جن میں ابنِ زبیرؓ سے گڑگڑا کر معافی مانگی گئی تھی۔ ابنِ زبیرؓ نے اس عذر خواہی کے باوجود نوار کے حق مہر کا مطالبہ ترک نہ کیا۔ فرزدق اب سخت پریشان تھا۔ اسی پریشانی کے عالم میں اسے کسی نے مکہّ کے ایک سخی اور دولت مند شخص سلم بن زیاد کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ فرزدق سلم کے پاس پہنچا اور اسے اپنی بپتا سنائی۔ سلم نے پوچھا۔ "سو سرخ اونٹنیوں کی قیمت کیا بنتی ہے؟" فرزدق نے کہا "چار ہزار دینار" سلم نے فرزدق کو چار ہزار کی بجائے چھ ہزار دینار دیئے اور وہ خوش خوش ابنِ زبیرؓ کے پاس پہنچا اور مہر کی رقم ان کے سامنے ڈھیر کر دی۔ ابنِ زبیرؓ نے اب نوار کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا اور مہر کی رقم بھی اس کے حوالے کی۔ دونوں میاں بیوی یہاں سے عازمِ بصرہ ہو گئے۔ فرزدق جوشِ مسرت میں بار بار نوار سے کہتا تھا۔ "جب ہم بصرہ سے چلے تھے تو ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ آج مکہّ سے چلے ہیں تو ایک دوسرے کے دوست ہیں"۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تینتیسواں باب

فضل و کمال

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ عہدِ رسالت میں صغیر السن تھے۔ اس لئے ان کو فیضانِ نبوی سے براہِ راست بہرہ یاب ہونے کا موقع کم ملا۔ تاہم اپنی زبردست قوتِ فہم و ذکا کی بدولت انہوں نے اس عمر میں بھی بارگاہِ نبوت سے بہت کچھ حاصل کر لیا۔ پھر انہوں نے جس پاکیزہ ماحول اور فضا میں آنکھیں کھولیں اور جن عظیم المرتبت ہستیوں کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی ان سب باتوں نے مل کر ان کو معدنِ فضل و کمال بنا دیا تھا۔ چنانچہ تمام اہلِ سِیَر نے ان کو فضل و کمال کے اعتبار سے طبقۂ صحابہؓ میں ممتاز جگہ دی ہے۔ سرورِ کائناتؐ کے بعد حضرت ابنِ زبیرؓ نے جن عظیم المرتبت ہستیوں سے خصوصی فیض حاصل کیا۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ (نانا) حضرت عائشہ صدیقہؓ (خالہ)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت زبیرؓ بن العوام (والد) اور حضرت اسماءؓ (والدہ) کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو علمی حیثیت سے نہ صرف دوسری امہات المؤمنینؓ اور صحابیاتؓ پر بلکہ چند خاص بزرگوں کو چھوڑ کر تمام صحابہؓ پر فوقیت حاصل تھی۔ حضرت ابن زبیرؓ کی خوش بختی کا بھی بھلا کوئی ٹھکانا تھا کہ جامع علوم و فضائل خالہ نے ان کو نہ صرف اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ بلکہ وہ ان کی تعلیم و تربیت پر بھی خاص توجہ دیتی تھیں یہاں تک کہ ایک دن ابن زبیرؓ کی ذات مختلف علوم و معارف کا گنجینہ بن گئی۔ ان کے فضل و کمال کے چند پہلو یہ ہیں:

قرآنِ حکیم

قرآنِ حکیم جو اسلام کے تمام علوم و معارف کا سرچشمہ ہے، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اس کے بہت بڑے عالم اور قاری تھے۔ وہ گاہے گاہے قرآن مجید کی تفسیر کیا کرتے تھے چنانچہ ان سے بعض آیتوں کی تفسیر صحیح بخاری میں منقول ہے۔ قرأتِ قرآن سے ان کو خاص شغف تھا اور ان کا شمار اپنے زمانہ کے مشہور اور مستند قراء میں ہوتا تھا۔ ترجمان القرآن حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ ان کی قرأتِ قرآن کے خاص طور پر معترف تھے اور ان کو "قارئی للقرآن" کہا کرتے تھے۔

حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے عہدِ خلافت کا ایک اہم کارنامہ "تحریرِ مصاحف" ہے۔ اس کا محرک وہ اختلاف تھا جو قرأتِ قرآن کے بارے میں عراق اور شام کے لوگوں میں پیدا ہو گیا تھا۔ اس اختلاف سے جو خطرناک فتنے پیدا ہو سکتے تھے، حضرت عثمانؓ نے ان کو بھانپ لیا اور اُمّ المومنین حضرت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حفصہ رضؓ کے پاس ایک آدمی بھیج کر درخواست کی کہ وہ قرآن مجید کا مستند نسخہ جو ان کے پاس محفوظ ہے بھیج دیں۔ ساتھ ہی وعدہ کیا کہ اس کی نقلیں کرا کر واپس کر دیا جائے گا۔ حضرت حفصہ رضؓ نے یہ درخواست قبول فرمالی اور اپنا قرآن مجید حضرت عثمان رضؓ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ نے نقلِ قرآن کے لئے جن چار بزرگوں کا انتخاب فرمایا ان میں سے ایک حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ تھے۔ دوسرے تین بزرگ حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری حضرت سعیدؓ بن عاص قرشی اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن حارثؓ بن ہشام قرشی تھے۔ اس واقعہ کے بارے میں حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ عثمان رضؓ نے زیدؓ بن ثابت، عبداللہ بن زبیر رضؓ، سعیدؓ ابن العاص، اور عبدالرحمانؓ بن حارثؓ بن ہشام کو حکم دیا کہ ان (صُحُف) کو مصاحف کی صورت میں لکھیں اور تینوں قریشیوں سے کہا کہ جب تم میں اور زیدؓ بن ثابت انصاری میں قرآن کی عربیت کے بارے میں کچھ اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھنا کیونکہ وہ (قرآن) انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے چنانچہ سب نے یہی کیا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب نزل القرآن)

یہ واقعہ سنہ ۳۰ھ کا ہے اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کی عمر صرف تیس برس کی تھی۔ اس مقدس اور اہم کام کے لئے ان کا انتخاب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا شمار ان معدودے چند صحابہ رضؓ میں ہوتا تھا جن کو قراتِ قرآن میں استناد کا درجہ حاصل تھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ تحریرِ مصاحف کے دوران میں ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو قرآن حکیم کی ایک آیت کے بارے میں شبہ پیدا ہوا اور انہوں نے حضرت عثمان رض سے اس کے بارے میں استفسار کیا۔ امیر المؤمنین رض نے ان کو جواب دیا کہ اس کو یونہی رہنے دو۔ خود حضرت ابنِ زبیر رض نے یہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے:

قُلْتُ لِعُثْمَانَ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا إِلَى قَوْلِهِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ، قَدْ نَسَخَتْهَا الْأُخْرَى، فَلِمَ تَكْتُبُهَا؟ قَالَ نَدَعُهَا يَا ابْنَ أَخِي! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ البقرۃ)

(ابن زبیر رض فرماتے ہیں کہ) میں نے عثمان رض سے کہا کہ یہ آیت جو بقرہ میں ہے والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا، غیر اخراج تک، اس کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے پھر آپ اس کو کیوں لکھواتے ہیں؟ حضرت عثمان رض نے فرمایا برادرزادے اس کو یونہی رہنے دو۔ میں اس کی کوئی چیز اصل جگہ سے نہیں ہٹاؤں گا۔"

بخاری کے اسی باب میں یہ روایت ایک دوسری جگہ بھی بہ اختصار و اختلافِ الفاظ منقول ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابنِ زبیر رض آیات و علوم قرآنی میں تحقیق و تفحص بھی کیا کرتے تھے اور قرآنِ حکیم سے ان کو گہرا شغف و انہماک تھا۔

حدیث | حضرت عبداللہ بن زبیر رض سے تینتیس ۳۳ روایتیں حدیث

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی کتابوں میں ملتی ہیں ان میں دو روایتیں متفق علیہ ہیں، ۶ میں بخاری اور ۲ میں مسلم منفرد ہیں۔ ابن زبیرؓ عہدِ رسالت میں سنِ رشد کو نہیں پہنچے تھے لیکن مبداء فیاض نے انہیں زبردست قوتِ حافظہ عطا کی تھی چنانچہ ان سے مروی احادیث کا زیادہ حصہ خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے۔ ان کے حافظہ کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد جو دعا مانگا کرتے تھے وہ ان کو لفظ بہ لفظ یاد تھی چنانچہ ان سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد فرمایا کرتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ، اَهْلَ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ [1]

ترجمہ:۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی اور اسی کی حمد و ثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ کے سہارے کے سوا نہ طاقت ہے اور نہ ہمت۔ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے وہ نعمت فضل اور عمدہ حمد و ثنا کا سزاوار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اسی کے لئے اطاعت و فرمانبرداری کو خالص کرتے ہیں۔ خواہ کافر ناپسند ہی کریں۔

حضورؐ کے علاوہ ابنِ زبیرؓ نے حضرت زبیرؓ بن العوام ــــ

---

[1] صحیح مسلم۔ مسند احمد۔ ابوداؤد۔ نسائیؒ۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض. حضرت ابوبکر صدیق رض حضرت عمر فاروق رض حضرت عثمان غنی رض حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ. حضرت زید بن ثابت انصاری اور امیر معاویہ رض سے روایت کی ہے۔ ابنِ زبیر رض کا حلقۂ تلامذہ بھی بہت دسیع تھا۔ جس میں اکابر تابعین شامل تھے۔ ان تلامذہ میں حضرت عروہ بن زبیر رح ثابت بن اسلم بنانی رح جابر بن زید رح طاؤس بن کیسان رح۔ عبدالرحمٰن بن اسود رح عطاء بن ابی رباح رح۔ محمد بن منکدر رح۔ ابنِ ابو ملیکہ عباس بن سہل، مصعب۔ مرزوق ثقفی۔ عبدالوہاب بن یحیٰی رح۔ عباد ہشام۔ عامر۔ ابوالشعشا اور ابوالذبیان قابلِ ذکر ہیں۔

فقہ تفقّہ فی الدین کے لحاظ سے حضرت عبداللہ بن زبیر رض کا شمار مدینہ کے صاحبِ علم وافتا صحابہ میں ہوتا تھا۔ وہ لوگوں کو فقہی مسائل بتایا کرتے تھے اور ان کو رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتّباع کی تلقین کیا کرتے تھے۔ بعض فقہی مسائل میں وہ اپنی مخصوص رائے رکھتے تھے۔ یہاں اس قسم کے چند مسائل کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا:

۱۔ اگر جمعہ اور عید ایک روز جمع ہو جائیں تو بعض صحابہ کے نزدیک عید کی نماز پڑھ لینے کے بعد جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ کچھ دوسروں کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت میں یہ بات لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دی کہ وہ چاہیں تو جمعہ پڑھ لیں اور چاہیں تو نہ پڑھیں۔ پہلے مسلک کے حق میں حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رض اور حضرت عبداللہ بن زبیر رض سے اور دوسرے مسلک کے حق میں حضرت ابوہریرہ رض اور حضرت زید بن ثابت رض سے روایات ملتی ہیں۔ مشہور تابعی حضرت عطا بن ابی رباح رح سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رض نے ایک جمعہ کے دن عید کی نماز پڑھائی۔ پھر جب ہم جمعہ کی نماز کے لئے گئے تو وہ تشریف نہ لائے۔ چنانچہ ہم نے الگ الگ نماز پڑھ لی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض طائف میں تھے۔ جب وہ واپس آئے تو ہم نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ عبداللہ بن زبیر رض نے سنت کے مطابق عمل کیا ہے[1]

۲۔ سجدۂ سہو کے بارے میں بعض اکابر صحابہ کا مسلک یہ تھا کہ یہ سلام کے بعد کرنا چاہیئے۔ حضرت علی رض۔ عمار بن یاسر رض عبداللہ بن مسعود رض اور حضرت سعد بن ابی وقاص رض اسی مسلک کے حق میں تھے لیکن کچھ دوسرے صحابہ رض جن میں حضرت ابوسعید خدری رض حضرت ابوہریرہ رض، حضرت عبداللہ بن عباس رض۔ حضرت معاویہ رض اور حضرت عبداللہ بن زبیر رض شامل ہیں سجدۂ سہو سلام سے پہلے کرنے کے حق میں تھے۔

۳۔ نماز میں رفع الیدین کے بارے میں اختلاف ہے کہ کتنی بار کرنا چاہیئے۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ رفع الیدین صرف تکبیر اولیٰ کے وقت کرنا چاہیئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رض اسی مسلک کے حامی تھے۔

۴۔ عورت کے غسلِ استحاضہ کے بارے میں صحابہ کرام رض کی دو رائیں

---

[1] ابوداؤد

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض کی رائے یہ تھی کہ عورت کو استحاضہ کی حالت میں دن رات میں ایک غسل ضروری ہے۔ لیکن ابن زبیر رض اور کچھ دوسرے صحابہ رض کے نزدیک استحاضہ میں ہر نماز کے وقت غسل ضروری ہے۔

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض اور ابنِ زبیر رض میں اس بارے میں اختلاف رائے تھا کہ حج میں عورت کو بالوں کی کس قدر مقدار ترشوانا ضروری ہے۔ اُمّ المومنین رض کی رائے یہ تھی کہ کسی طرف کا ذرا سا بال ترشوا دینا کافی ہے۔ لیکن ابنِ زبیر رض کی رائے میں کم از کم چار انگل بال ترشوانا ضروری ہے۔

معاصرین سے استفادہ

باوجود اپنے فضل و کمال کے ابنِ زبیر رض اپنے معاصرین سے دینی و علمی مسائل میں استفادہ کرنے سے مطلق گریز نہ کرتے تھے جس مسئلہ کا علم نہ ہوتا بلا تأمّل ان سے پوچھ لیتے اور جس مسئلہ میں ان کی رائے اپنی رائے سے دقیع معلوم ہوتی اسی پر عمل کرتے۔

ایک مرتبہ وہ عاصم رض بن عمر کے پاس بیٹھے تھے۔ محمدؒ بن ایاس نے آکر مسئلہ پوچھا کہ ایک بدوی نے خلوت سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ ابنِ زبیر رض کو اس مسئلہ کا علم نہ تھا۔ انہوں نے فوراً کہہ دیا کہ میں اس مسئلہ سے واقف نہیں ہوں۔ عبداللہؓ بن عباس رض کے پاس جاؤ ان کو

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یقیناً اس کا علم ہوگا۔

اسی طرح انہوں نے قیدی کو چھڑانے، شیر خوار بچّہ کے وظیفہ اور کھڑے ہوکر پانی پینے کے بارے میں احکام حضرت حسین رضؓ سے دریافت کئے۔

عید الفطر کی اذان اور خطبہ کے بارے میں ابنِ زبیر رضؓ کو رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کے طرزِ عمل کا یقینی علم نہ تھا۔ ان کے عہدِ خلافت میں جب حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے انہیں بتایا کہ حضورؐ عید الفطر کی نماز کے لئے اذان نہیں کہلاتے تھے اور نماز کے بعد خطبہ دیتے تھے تو انہوں نے بھی یہی طرزِ عمل اختیار کر لیا۔[1] مشہور تابعی حضرت اسودؒ بن یزید، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ کے چہیتے شاگرد تھے۔ ابنِ زبیر رضؓ ان سے بلا تامّل ایسے مسائل پوچھ لیتے تھے جو ان کو اُمّ المؤمنین رضؓ نے بطورِ خاص بتائے تھے۔[2] ایک دفعہ انہوں نے حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ سے سنا کہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بھی عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا اپنا معمول بنا لیا۔ ایک دن مروان نے ان سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ کہا کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضؓ سے

---

[1] یہ روایت مسلم (کتاب العیدین) کی ہے۔ مسند احمد حنبل (جلد ۳) میں ہے کہ جب مصعب بن زبیر رضؓ مدینہ کے حاکم مقرر ہوئے تو انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے دریافت کیا کہ عید الفطر کی نماز اور خطبہ میں حضورؐ کا عمل کیا تھا انہوں نے بتایا کہ حضورؐ نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ چنانچہ مصعب اسی کے مطابق عمل کرنے لگے۔ [2] مسند ابو داؤد۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سنا ہے کہ حضورؐ ایسا کیا کرتے تھے۔ مروان نے حضرت عائشہ رضؓ سے اس کی تصدیق چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اُمِّ سلمہ رضؓ سے یہ حدیث سنی ہے۔ جب حضرت اُمِّ سلمہ رضؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ خدا عائشہ رضؓ کو بخشے۔ انہوں نے میری بات نہیں سمجھی دراصل میں نے یہ کہا تھا کہ حضورؐ نے ان کے پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ ابن زبیر رضؓ نے اس کے بعد اپنا عمل ترک کر دیا۔

مختلف زبانوں پر عبور اکثر مؤرخین نے حضرت ابن زبیر رضؓ کے اس کمال کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ ان کو عربی کے علاوہ کئی دوسری زبانوں پر بھی عبورِ کامل حاصل تھا اور وہ ان میں بڑی آسانی کے ساتھ گفتگو کر سکتے تھے۔ ان کے پاس مختلف قوموں اور نسلوں کے بہت سے غلام تھے اور وہ ہر ایک سے اس کی مادری زبان میں گفتگو کیا کرتے تھے[۱] بعض مؤرخین کا قول ہے کہ ابنِ زبیر رضؓ کو سات غیر ملکی زبانوں میں مہارت حاصل تھی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ان کے سنو غلام تھے، جن میں سے ہر ایک کی زبان جدا تھی لیکن ابن زبیر رضؓ ہر ایک سے اس کی مادری زبان میں گفتگو کرتے تھے[۲] لیکن یہ روایت مبالغہ آمیز معلوم ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ غیر ملکی زبانوں

---

[۱] مستدرکِ حاکم

[۲] تاریخ الخلفاء سیوطی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں مہارت کے معاملہ میں وہ اپنے تمام ہمعصروں میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے لیکن اُس دور کی محدود دنیا میں کسی شخص کا سو مختلف زبانوں میں مہارت رکھنا قرین قیاس نہیں ہے۔

خطابت عرب میں خطابت کو شریف ترین فن سمجھا جاتا تھا۔ ابنِ زبیر رض کو اس فنِ شریف میں بھی کمال حاصل تھا۔ فنِ خطابت کے چار ضروری اجزا ہیں۔ حسنِ گفتار۔ فصاحت و بلاغت آواز میں بلندی اور لہجہ میں رفعت و جلالت۔ ابنِ زبیر رض کی خطابت میں یہ چاروں اجزاء بدرجۂ اتم موجود تھے۔ وہ بڑے فصیح و بلیغ مقرر تھے۔ جب خطبہ دیتے تو ان کی آواز کی کڑک سے مکہ کی پہاڑیاں گونج اُٹھتی تھیں اور یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ فصاحت و بلاغت کا ایک دریا ہے جو امنڈا چلا آرہا ہے۔ ان کے خطبات نہایت مؤثر اور دلنشین بھی ہوتے تھے۔ عثمان بن طلحہ رض سے روایت ہے کہ بلاغت میں ابنِ زبیر رض کا کوئی مقابل نہ تھا۔ ایسے بلند آواز شخص تھے کہ ان کی آواز پہاڑوں سے جا کر ٹکرایا کرتی تھی۔ [۱]

تاریخوں میں ابنِ زبیر رض کے بڑے بڑے طویل خطبات درج ہیں انہیں پڑھ کر ان کی بے نظیر خطابت اور تبحرِ علمی کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ امام حسین رض کی شہادت کے بعد انہوں نے مکّہ میں جو خطبہ دیا اس کا خلاصہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں۔ ایک دفعہ عراق سے ایک وفد ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان دنوں عراق کے

---

[۱] تاریخ الخلفاء سیوطی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حاکم مصعب بن زبیرؓ تھے۔ ابنِ زبیرؓ نے اس وفد سے مصعب کے حالات پوچھے۔ ارکینِ وفد نے مصعب کے عمدہ اخلاق اور عدل وانصاف کی بڑی تعریف کی۔ چنانچہ ابنِ زبیرؓ نے نمازِ جمعہ کے بعد مصعب کے بارے میں حسبِ ذیل تقریر کی:

"لوگو! میں نے وفد سے مصعب کے حالات پُوچھے۔ انھوں نے ان کی بڑی تعریف کی، اور جیسا مَیں چاہتا تھا وہی اُن سے سُنا۔ مصعب نے لوگوں کے دِلوں کو مسحور کر لیا ہے۔ اب وہ لوگ کبھی کو اُن کے برابر نہیں سمجھتے اور خواہشوں کو ایسا فریفتہ کر لیا ہے کہ ان سے الگ نہیں ہوتیں۔ انھوں نے اپنے حُسنِ عمل سے زبانوں کو اپنی تعریف میں اور دِلوں کو اپنی خیر خواہی اور نفوس کو اپنی محبّت کا گرویدہ بنا لیا ہے، اور وہ اپنے خاص طبقہ کے محبوب اور عام طبقہ کے پسندیدہ انسان ہیں اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ خدا نے ان کی زبان کو بھلائی کے لئے کھول دیا ہے اور ہاتھ کو سخاوت کے لئے دراز کر دیا ہے"[۱]

گو ترجمہ سے ابنِ زبیرؓ کی خطابت کی اصل شان ظاہر نہیں ہوتی تاہم اس سے ان کے جوشِ بیان اور زورِ کلام کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

---

[۱] سیر الصحابہ۔ جلد ششم۔ شاہ معین الدین احمد ندوی بحوالہ امالی ابو علی قالی۔ جلد اوّل۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کے تمام خطبات اسی شان کے حامل ہوتے تھے۔ ہم نے اختصار کے خیال سے صرف ایک دو نمونے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابنِ زبیرؓ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ چنانچہ شامیوں سے آخری آویزش میں ان کے فی البدیہہ اشعار کتابوں میں مذکور ہیں۔[1]

---

[1] مشاہیر اسلام۔ حصّہ دوم

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چونتیسواں باب

اخلاق و عادات

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا معدنِ اخلاق گراں مایہ جواہر سے لبریز تھا۔ عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، شجاعت و استقلال جُرأت و حق گوئی اُن کے مخصوص اوصاف تھے۔ گزشتہ ابواب میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان سے ابنِ زبیرؓ کے اخلاق و سیرت کا بہت حد تک اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ تاہم یہاں ہم انکے مخصوص اوصاف کا کسی قدر تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے:

زہد و عبادت ابنِ زبیرؓ کو عبادتِ الٰہی سے خاص شغف اور انہماک تھا۔ ان کی عبادت کے جس پہلو پر بھی نظر ڈالیں، وہ اخلاص، خشوع و خضوع اور توجہ الی اللہ سے لبریز نظر آتا ہے۔ ان کے ہمعصر اجلّ صحابہؓ بھی اُن کی مذہبی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زندگی کے معترف تھے۔

نماز میں ان کے استغراق کا یہ عالم ہوتا تھا کہ قیام کی حالت میں ان پر بے جان ستون کا گمان ہوتا تھا۔ سجدہ کرتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی کپڑا پڑا ہے۔ چڑیاں اور کبوتر ان کے سر کندھوں اور پشت پر آ آکر بیٹھتے تھے اور ان کو مطلق خبر نہ ہوتی تھی۔ کئی دفعہ تو ایسا ہوتا کہ ان کی ساری رات قیام کی حالت میں گزر جاتی اور کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ ساری رات رکوع یا سجدہ ہی میں گزار دیتے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات دوسرے لوگ پوری سورۂ بقرہ ختم کر دیتے مگر ابنِ زبیرؓ کا رکوع ختم نہ ہوتا۔ مسلم بن نیاق مکیؒ سے روایت ہے کہ "ایک روز عبداللہ بن زبیرؓ نے نماز میں رکوع کیا، میں پاس بیٹھا قرآن حکیم کی تلاوت کر رہا تھا، میں نے بقرہ، آلِ عمران، نساء اور مائدہ پڑھ لیں۔ لیکن انہوں نے سر نہ اٹھایا۔" یہ سوا چھ پارے ہوئے اور ان کی تلاوت کے لئے دو گھنٹوں سے زیادہ وقت درکار ہے۔ اس سے ابنِ زبیرؓ کے رکوع و سجود کا اندازہ کیا جا سکتا ہے!

ایک دفعہ گھر کے اندر نماز ادا کر رہے تھے۔ پاس ہی ان کا ایک چھوٹا بچہ محوِ خواب تھا۔ مکان کی چھت سے ایک سانپ بچے پر گرا۔ گھر کے سب لوگ بچے کو بچانے کے لئے دوڑے اور گھر میں شور مچ گیا لیکن ابنِ زبیرؓ کو خبر تک نہ ہوئی اور وہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پورے سکون سے نماز میں مشغول رہے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو اس واقعہ کا پتہ چلا۔

ابنِ زبیر رضؓ نے نازک سے نازک مواقع پر بھی نماز سے اپنا شغف وانہماک قائم رکھا اور اس کے ادا کرنے میں کبھی عجلت سے کام نہ لیا۔ محاصرۂ مکّہ کے دوران میں ان کے اِردگرد پتھروں کی بارش ہو رہی ہوتی لیکن وہ نہایت سکون اور اطمینان کے ساتھ نماز میں مشغول رہتے تھے۔

ابنِ منکدرؒ سے روایت ہے کہ میں نے ابنِ زبیر رضؓ کو اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جیسے کوئی شاخ ہوا سے جھوم رہی ہو۔ حالانکہ ان کے چاروں طرف منجنیقوں کے پتھر آ آ کر گر رہے تھے۔

کسی شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے بیان کیا کہ محاصرۂ مکّہ کے دنوں میں منجنیق کا ایک پتھر مسجدِ حرام کے کنگرے پر لگا اور اس کا ایک کونہ گر گیا۔ عبداللہ بن زبیر رضؓ پاس ہی نماز پڑھ رہے تھے۔ لیکن وہ اس طرف بالکل متوجہ نہ ہوئے، اور نہ ان کے چہرہ پر کسی قسم کا تاثّر ظاہر ہوا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ بات سنی تو کہا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" "ابنِ زبیر رضؓ فی الحقیقت ایسے ہی تھے جیسے تو نے بیان کیا"۔ ثابت بنانی رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضؓ کو مقامِ ابراہیم کے پاس نماز پڑھتے دیکھا وہ اس طرح کھڑے تھے جیسے کسی نے لکڑی گاڑ دی ہو۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن دینارؒ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہؓ بن زبیرؓ سے بڑھ کر کسی کو نمازی نہیں دیکھا۔

یحییٰؒ بن وثاب سے مروی ہے کہ ابنِ زبیرؓ جب سجدہ کرتے تو چڑیاں ان کی پشت پر بیٹھ جاتیں اور خوب دوڑتی پھرتیں۔ وہ ان کو بھی دیوار کا ایک حصہ سمجھتی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز کے بارے میں سب سے عظیم الشان شہادت ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ہے۔ وہ ابنِ زبیرؓ کے ہمعصر تھے اور باوجود اس کے کہ ان کے تعلقات ابنِ زبیرؓ سے خوشگوار نہیں رہے تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھنا چاہتے ہو تو ابنِ زبیرؓ کی نماز دیکھو!

روزوں میں بھی حضرت ابنِ زبیرؓ کے ذوق وشغف کی یہی کیفیت تھی۔ وہ کبھی کبھی مسلسل سات دن کا روزہ رکھتے تھے۔ ایک جمعہ کو شروع کرتے اور اگلے جمعہ کی شب میں افطار کرتے۔ دوشنبہ کا روزہ انہوں نے اپنی زندگی کا معمول بنا لیا تھا۔ اسے کبھی ناغہ نہ کرتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ انہوں نے مکّہ میں روزہ رکھا اور مدینہ میں آکر افطار کیا یا مدینہ میں روزہ رکھا اور مکّہ میں جا کر افطار کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ رمضان کے مہینے میں صرف

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پندرھویں رمضان کو سیر ہو کر کھایا کرتے تھے۔ ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کئی دفعہ پورا مہینہ روزہ سے رہتے۔ اس دوران میں صرف تین دن افطار کرتے۔

نماز اور روزہ کی طرح ابنِ زبیر رضؓ کو حج بیت اللہ سے بھی خاص لگاؤ تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے سِن شعور کو پہنچنے کے بعد شاید ہی کوئی حج ناغہ کیا ہو۔ کچھ دوسری روایتوں کے مطابق انہوں نے اپنی زندگی میں آٹھ حج کیے۔ ایک دفعہ حج کے موقع پر اس قدر بارش ہوئی کہ سیلاب آگیا اور کعبہ کے گرد اتنا پانی جمع ہو گیا کہ اس سے گزر کر طواف کرنا ناممکن تھا۔ ابنِ زبیرؓ نے ترکِ طواف گوارا نہ کیا اور کئی فٹ گہرے پانی میں تیر کر طواف کیا۔

مشہور تابعی حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ عبادت کی کوئی راہ ایسی نہیں جس پر ابنِ زبیرؓ نہ چلے ہوں۔ ایک دفعہ خانۂ کعبہ میں سیلاب کا پانی جمع ہو گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ عبداللہؓ تیر کر طواف کر رہے ہیں۔ انہی مجاہدؒ سے لیثؒ نے روایت کی ہے۔ کہ ابنِ زبیرؓ جتنی سخت عبادتیں کرتے تھے کوئی دوسرا اس قسم کی مشقّت برداشت نہیں کر سکتا۔

عثمان بن طلحہ کہا کرتے تھے کہ تین چیزوں میں ابنِ زبیرؓ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ عبادت۔ شجاعت اور بلاغت میں۔

ابنِ زبیرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ ان کی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لاش کی طرف سے گزرے تو تین دفعہ بڑی حسرت سے مخاطب ہو کر کہا "ابو خُبیب السّلام علیک ـــــــ تم بڑے روزہ دار، بڑے نمازی اور بڑے صلہ رحمی کرنے والے تھے"۔

بعض روایتوں میں ہے کہ شوقِ عبادت اور مسجد سے دلبستگی کی بنائپر ابن زبیرؓ "حمامۃ المسجد" کے لقب سے مشہور تھے۔

شجاعت ابنِ زبیرؓ کا شمار شجاعانِ عرب میں ہوتا تھا اور دوست دشمن سب ان کی زبردست شجاعت اور ہمّتِ مردانہ کے معترف تھے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ ابنِ زبیرؓ خاندانِ قریش میں بڑے شہسوار مشہور تھے اور ان کی بہادری کے اکثر واقعات زبان زدِ خواص و عوام تھے۔ اس کتاب کے پچھلے ابواب میں ابنِ زبیرؓ کے شجاعانہ کارناموں کا اجمالی ذکر آچکا ہے۔ انہیں پڑھ کر ان کی شجاعت و بسالت کسی ثبوت کی محتاج نہیں رہتی۔

فقیہِ اسلام حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ عبداللہ بن زبیرؓ اور مصعب بن زبیرؓ دونوں حقیقی معنوں میں بہادر تھے۔ دونوں موت کو سامنے منہ کھولے کھڑا دیکھ رہے تھے اور دونوں بے دریغ اس میں گھس گئے۔

حصین بن نمیر بنی امیہ کا ایک زبردست ستون اور ابنِ زبیرؓ کا حریف تھا۔ اس نے ایک دفعہ مکّہ معظمہ پر اپنے حملہ کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا "ابنِ زبیرؓ اپنے خیمے سے اس طرح نکلتے تھے جس طرح شیر جھاڑی سے نکلتا ہے"۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مشہور سپہ سالار مُہلّب بن ابی صفرہ سے ایک دفعہ کسی نے پوچھا "آج کل کن لوگوں کو شجاعانِ عرب کہا جا سکتا ہے؟"

مُہلّب نے جواب دیا "مصعب بن زبیرؓ عمر بن عبید اللہ اور عباد بن حصین کو۔"

سوال کرنے والے نے حیرت سے پوچھا "اور عبداللہ بن زبیرؓ؟"

مہلب نے جواب دیا "وہ تو جِنّ ہیں جِنّ۔ میں عام انسانوں کا ذکر کر رہا ہوں۔"

حق گوئی وبیباکی

ابنِ زبیرؓ حق گوئی اور بیباکی میں بھی خاص مقام رکھتے تھے۔ فقہی مسائل ہوں یا سیاسی وہ ہر مسئلہ میں اپنی رائے کا برملا اظہار کرتے تھے اور کسی قسم کی مصلحت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ پہلے محاصرۂ مکّہ کے دوران میں خوارج کی ایک مضبوط جمعیت نے ان کو اپنے تعاون کی پیشکش کی لیکن ابنِ زبیرؓ نے ان کے فاسد عقائد کی بنا پر اس پیشکش کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ اگر وہ ایک دنیا پرست حکمران ہوتے تو اس نازک موقع پر ان لوگوں کا تعاون حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن سعی کرتے۔ اسی طرح جب یزید کی موت کے بعد حصین بن نمیر نے اپنا میلان ان کی طرف ظاہر کیا تو وہ ہر قسم کی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر جو دل میں تھا زبان پر لے آئے اور حصین جیسے با اثر سردار کو جھڑک کر کہا "بے گناہ اہلِ مدینہ اور اہلِ حرم کا خون میں معاف نہ کروں گا اور جب تک ایک ایک

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حجازی کے قصاص میں دس دس شامیوں کے سر قلم نہ کرا لوں گا تم سے مفاہمت نہ کروں گا"۔

ابنِ زبیرؓ کی حق گوئی اور بیباکی کی سب سے بڑی آزمائش اُس وقت ہوئی جب امیر معاویہؓ نے یزید کی ولی عہدی کی مہم کا آغاز کیا۔ امیر معاویہؓ کی سیاسی تدبیروں اور قوت واقتدار نے بڑے بڑے جوانمردوں کی ہمتیں پست کر دی تھیں لیکن ابنِ زبیرؓ ان معدودے چند جری اور صاحب ہمّت وعزیمت اصحاب میں تھے جنہوں نے آخری دم تک امیر معاویہؓ کے اس اقدام کی مخالفت کی۔ ان کی جرأت اور بیباکی نے امیر معاویہؓ کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور وہ ان کو بنو امیہ کا سب سے بڑا دشمن سمجھنے لگے یہاں تک کہ آخری وقت میں یزید کو وصیت کی کہ اگر ابنِ زبیرؓ پر قابو پاؤ تو اس کو کبھی زندہ نہ چھوڑنا۔ فی الحقیقت حق گوئی اور بیباکی ابنِ زبیرؓ کا فطری جوہر تھا اور کوئی دباؤ خوف یا ترغیب و تحریص ان کو اس سے باز نہیں رکھ سکتی تھی۔

استقلال واستقامت

ابنِ زبیرؓ نے تقریباً بارہ برس تک خلافت کی۔ اس سارے عرصے میں انہیں ایک دن بھی امن وسکون سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ ان کی خلافت کا زمانہ انتہائی پُرآشوب تھا۔ انہیں بیک وقت بنی امیہ۔ خوارج اور مختار ثقفی سے نبرد آزما ہونا

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پڑا لیکن ان کے پائے استقلال میں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی لغزش نہ آئی۔ اپنی خلافت کے لئے انھوں نے نہ دریوزہ گری کی اور نہ کوئی جوڑ توڑ کیا۔ البتہ جب لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی تو پھر سر دے دیا لیکن بنی امیہ کی خلافت تسلیم نہ کی۔ جو موقف انہوں نے پہلے دن اختیار کیا آخری دم تک اس پر قائم رہے۔ اس میں ان کی کوئی ذاتی غرض پنہاں نہ تھی۔ فی الحقیقت وہ بنی امیہ کو برسرِ حق نہیں سمجھتے تھے۔ اور ان کی اطاعت کا جوا کسی حالت میں بھی نہ اپنی گردن میں ڈالنا چاہتے تھے اور نہ ان کو یہ پسند تھا کہ عامۃ المسلمین اموی استبداد کی چکی میں پس کر رہ جائیں۔ چنانچہ انتہائی نامساعد حالات میں بھی وہ جادۂ استقلال و استقامت پر گامزن رہے۔ محاصرۂ مکّہ کے آخری دنوں میں جبکہ ان کے اکثر ساتھی حتیٰ کہ دو فرزند بھی ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ موت اور بربادی سامنے نظر آرہی تھی، انہوں نے اپنے موقف سے دستبردار ہونا گوارا نہ کیا۔ اسی محاصرہ کے دوران میں ایک دن انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اموی حکمران عبدالملک کو چت لٹا کر پھر منہ کے بل کر کے انہوں نے اس کی پشت میں چار میخیں ٹھونک دی ہیں۔ مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیّب رحؒ کو اس زمانے میں تعبیرِ خواب میں کمال حاصل تھا۔ ان سے خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ عبدالملک ابنِ زبیر رضؓ کو قتل کرے گا اور اس کی صُلب سے چار خلیفے ہونگے۔ ابنِ زبیر رضؓ نے یہ تعبیر سنی لیکن ان کی استقامت و عزیمت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں ذرّہ بھر فرق نہ آیا اور وہ آخری دم تک عبد الملک کے مقابلہ پر ڈٹے رہے ⁂

پابندیٔ سُنّت ابنِ زبیرؓ کتاب اللہ اور سُنّتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نہ صرف خود سختی سے پابندی کرتے تھے بلکہ لوگوں کو بھی تلقین کیا کرتے تھے کہ کسی حالت میں کتاب وسنت کا سررشتہ ہاتھ سے نہ چھوڑیں آپنے عہدِ خلافت میں انھوں نے احکامِ شریعت کے نفاذ و اجراء کے لئے قوّت کے استعمال سے بھی دریغ نہ کیا۔ ان کی پابندیٔ سنت کے جستہ جستہ واقعات گذشتہ ابواب میں آچکے ہیں ⁂

حقوقِ والدین ابنِ زبیرؓ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا جزوِ ایمان سمجھتے تھے اور ان کی والہانہ خدمت کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ والدہ (حضرت اسماءؓ) اور والد (حضرت زبیرؓ) ان کو بے حد محبوب رکھتے تھے۔ حضرت زبیرؓ نے جنگِ جمل کے موقع پر ابنِ زبیرؓ کو وصیّت کی کہ میرے سر پر بھاری قرض ہے۔ میری موت کے بعد اس قرض کی ادائیگی تمہارے ذمہ ہوگی۔ ابنِ زبیرؓ نے والد کی وصیّت کے مطابق ان کے قرض کی پائی پائی چکادی اور بنظرِ احتیاط مسلسل چار سال تک حج کے موقع پر اعلان کرتے رہے کہ کسی کا قرض میرے والد مرحوم کے ذمہ ہو تو وہ مجھ سے وصول کر سکتا ہے۔ جب ان کو پورا یقین ہوگیا کہ اب کوئی قرض خواہ باقی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے تو والد کی میراث تمام حقداروں میں احکام شرع کے مطابق تقسیم کردی۔ خود حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"جب زبیرؓ جمل کے دن میدان میں کھڑے ہوئے تو مجھ کو بلایا۔ میں ان کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے کہا بیٹا آج ہر شخص اس حالت میں مارا جائے گا کہ ظالم ہوگا یا مظلوم اور میں اپنے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ مظلوم مارا جاؤں گا مجھ کو سب سے زیادہ فکر قرض کی ہے کیا تم سمجھتے ہو قرض ادا کرنے کے بعد کچھ جائیداد باقی رہے گی؟ بیٹا میری جائیداد بیچ کر قرض ادا کر دینا

اگر ہمارے مال میں سے قرض ادا کرنے کے بعد کچھ باقی رہے تو اس کا ثلث تمہاری (ابن زبیرؓ) کی اولاد کا ہے۔ پھر وہ مجھ کو قرض کے متعلق وصیت کرنے لگے اور کہنے لگے بیٹا اگر تم اس میں کچھ بھی عاجز ہونا تو میرے مولا سے مدد مانگنا۔ خدا کی قسم میں نہ سمجھ سکا کہ ان کی کیا مراد ہے۔ یہاں تک کہ میں نے کہا ابا جان آپ کا مولا کون ہے؟ فرمایا "اللہ" خدا کی قسم جب مجھے قرض کے متعلق کوئی پریشانی ہوتی تھی تو کہتا تھا اے زبیرؓ کے مولا زبیرؓ کا قرض ادا کر دے اور وہ ادا ہو جاتا تھا۔ زبیرؓ قتل ہوئے اور دینار و درہم کچھ نہ چھوڑا صرف دو جگہ زمین تھی جن میں ایک غابہ ہے۔ گیارہ مکان مدینہ میں۔ دو مکان

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بصرہ میں۔ ایک مکان کوفہ میں اور ایک مکان مصر میں چھوڑا۔ (کہتے ہیں یہ قرض اس بناء پر ہو گیا تھا کہ لوگ زبیر رضؓ کے پاس مال امانت کے طور پر رکھا کرتے تھے۔ جب ایسا ہوتا زبیر رضؓ کہتے یہ امانت نہیں بلکہ سلف ہے کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہونے کا خوف ہے۔)

زبیر رضؓ کو نہ کبھی امارت ملی نہ خراج کے حاکم مقرر ہوئے اور نہ کوئی اور عہدہ ملا۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوتے تھے۔

عبداللہ بن زبیر رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے قرض کا حساب لگایا تو بائیس لاکھ نکلا۔

(کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضؓ سے حکیم بن حزام رضؓ ملے اور کہا برادر زادے میرے بھائی پر کتنا قرض ہے؟ انہوں نے مخفی رکھا اور ایک لاکھ بتلایا۔ حکیم رضؓ نے کہا واللہ میرا گمان ہے کہ تمہاری جائیداد سے یہ ادا نہ ہو سکے گا۔ عبداللہؓ نے کہا ذرا خیال فرمایئے اگر بائیس لاکھ ہو تو کیا ہو گا۔ حکیم رضؓ بولے میرا خیال ہے کہ تم لوگ اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر تم لوگ اس کے کسی حصہ سے قاصر رہو تو مجھ سے مدد لینا۔ کہتے ہیں زبیر رضؓ نے غابہ کو ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا۔ عبداللہ رضؓ نے اس کو سولہ لاکھ میں فروخت کیا پھر کھڑے ہوئے اور کہا جس شخص کا زبیر رضؓ پر حق آتا ہو وہ ہم سے غابہ میں آ کر ملے۔ عبداللہ بن جعفر رضؓ آئے۔ زبیر رضؓ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پر ان کے چار لاکھ آتے تھے۔ انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا کہ اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں اپنا قرض چھوڑ دوں؟ ابنِ زبیرؓ نے کہا "نہیں" پھر عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا کہ اگر آپ لوگ چاہیں تو ہمارا قرض بعد میں ادا کر دیجئے گا۔ ابنِ زبیرؓ نے جواب دیا۔ "نہیں" عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا تو مجھ کو ایک حصہ دے دیجئے۔ ابنِ زبیرؓ نے کہا تمہاری زمین یہاں سے وہاں تک ہے۔ چنانچہ اس کو فروخت کر کے انہوں نے عبداللہ بن جعفرؓ کا پورا قرض ادا کر دیا[1]۔ اب ساڑھے چار حصے باقی رہے۔ ابنِ زبیرؓ معاویہؓ کے پاس گئے۔ وہاں عمرو بن عثمانؓ منذر بن زبیرؓ اور ابنِ زمعہؓ موجود تھے۔ معاویہؓ نے پوچھا غابہ کی کیا قیمت ہے؟ بولے ہر حصہ ایک لاکھ کا۔ پوچھا کتنے حصے باقی ہیں بولے ساڑھے چار۔ منذر بن زبیرؓ نے کہا ایک لاکھ کا ایک حصہ میں نے لیا۔ عمرو بن عثمانؓ نے کہا ایک لاکھ کا ایک حصہ میرا ہے۔ ابنِ زمعہؓ نے کہا ایک لاکھ کا ایک حصہ میرا ہے۔ معاویہؓ نے پوچھا اب کیا باقی رہا؟ جواب دیا ڈیڑھ حصہ۔ معاویہؓ بولے ڈیڑھ لاکھ میں اس کو میں خریدتا ہوں ـــــــ کہتے ہیں

---

[1] علامہ ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جعفرؓ حضرت زبیرؓ کے مقروض تھے۔ چنانچہ حضرت زبیرؓ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ نے عبداللہ بن جعفرؓ سے کہا کہ والد کی یادداشتوں میں دس لاکھ کا قرض تمہارے ذمہ ہے انہوں نے کہا کہ یہ صحیح ہے جب جی چاہے یہ قرض مجھ سے وصول کر لیں۔ (اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۴)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنا حصہ امیر معاویہ رضؓ کے پاس چھ لاکھ میں فروخت کیا۔ جب ابنِ زبیر رضؓ ادائے قرض سے فارغ ہو گئے تو زبیر رضؓ کے دوسرے بیٹوں نے کہا کہ ہمارے درمیان میراث تقسیم کر دیجئے۔ بولے نہیں۔ خدا کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں چار سال تک حج میں منادی کروں گا کہ جس کا زبیر رضؓ پر کوئی قرض ہو وہ ہمارے پاس آ کر لے جائے۔ چنانچہ وہ ہر سال حج کے موقع پر یہ منادی کرتے تھے۔ جب چار سال گذر گئے تو انہوں نے میراث تقسیم کر دی۔ اور ثلث اٹھا لیا۔ کہتے ہیں۔ زبیرؓ کے چار بیویاں تھیں۔ ہر بیوی کو بارہ لاکھ ملا اور تمام مال پانچ کروڑ دو لاکھ کا ٹھہرا۔[1]

ابنِ زبیر رضؓ جس قدر اپنے والدِ ماجد کے فرمانبردار اور حق شناس تھے اسی قدر اپنی والدہ ماجدہ کے اطاعت گذار تھے اور ان کی دلجوئی اور رضامندی کو اپنے تمام مقاصد کی کنجی سمجھتے تھے۔ حضرت زبیر رضؓ سے علیحدگی کے بعد حضرت اسماء رضؓ ابنِ زبیر رضؓ کے پاس چلی آئیں اور پھر ساری زندگی انہی کے ہاں گزار دی۔ ابنِ زبیرؓ نے ساری زندگی میں ان کو کبھی ایک بار بھی شکایت کا موقع نہ دیا اور وہ آخر وقت تک ان سے راضی رہیں۔ ابنِ زبیر رضؓ اپنے آپ کو ہر وقت والدہ کی دعاؤں کا محتاج سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ جب شہادت کا وقت قریب آیا تو پہلے والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اجازت اور دُعائے خیر لے کر رخصت ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت اسماء رضؓ نے حجاج جیسے سخت گیر حاکم کے سامنے اپنے فرزند کی نیکی اور پارسائی کی برملا گواہی دی اس

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب برکۃ الغازی فی مالہ حیًا و میتًا

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بارے میں دو روایتیں ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ حجاج خود حضرت اسماء رض کے پاس آیا[1] دوسری روایت کے مطابق حضرت اسماء رض ایک کنیز کے ہمراہ حجاج کے پاس تشریف لے گئیں[2]۔ حجاج نے ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارے بیٹے نے خدا کے گھر میں الحاد پھیلایا تھا۔ اس لئے خدا نے اس پر دردناک عذاب نازل کیا۔

حضرت اسماء رض نے کڑک کر جواب دیا "تو جھوٹا ہے میرا فرزند ملحد نہ تھا بلکہ بڑا پرہیزگار، صائم، شب بیدار اور ماں باپ کا فرمانبردار تھا"۔

امہات المومنین کی خدمت ابن زبیر رض نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض اور حضرت زینب اُمّ المساکین رض کے سوا سبھی امہات المومنین رض کا زمانہ پایا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب امہات المومنین رض کے سرکاری وظائف مقرر ہو گئے تھے۔ لیکن ابنِ زبیر رض اپنی ذاتی حیثیت میں امہات المومنین کی مقدور بھر خدمت کیا کرتے تھے[3]

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض ابنِ زبیر رض کی خالہ، مربّی اور استاد تھیں، وہ ان کی خصوصیت سے خدمت کیا کرتے تھے اور وقتاً فوقتاً کثیر رقوم انکی خدمت میں ہدیۃً بھیجا کرتے تھے۔ ایک روایت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار ابنِ زبیر رض نے ایک لاکھ درہم ان کی خدمت میں بھیجے انہوں نے یہ خطیر رقم اسی وقت تقسیم کر دی[4]۔ ایک دفعہ ابنِ زبیر رض نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کو ان کی غیر محدود فیاضیوں سے روکنا چاہا تو وہ ان سے ناراض ہو گئیں اور ابنِ زبیر رض نے بڑی مشکلوں سے ان کو منایا۔ اس واقعہ کی تفصیل ایک پچھلے باب میں دی جا چکی ہے۔

---

[1] طبقات ابن سعد [2] مسند احمد حنبل [3] سیر الصحابہ جلد ہفتم میں شاہ معین الدین احمد ندوی نے ابن زبیر رض کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "تمام گزشتہ خلفاء اہل بیت نبوی کی خدمت (بقیہ صفحہ ۳۰۳ پر)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مخصوص ذاتی حالات

حلیہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا حلیہ اپنے نانا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بہت ملتا جلتا تھا۔[1] بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ان کے چہرے پر بال نہیں تھے۔ (یا بہت کم تھے) البتہ صورت نہایت بارعب تھی۔ جسمانی لحاظ سے بہت طاقتور تھے اور دونوں ہاتھوں میں دو تلواریں پکڑ کر بے دریغ چلا سکتے تھے۔

ازواج و اولاد ابنِ زبیرؓ کی ازواج و اولاد کے بارے میں تاریخ و سیر کی کتابوں میں بڑا تضاد ہے۔ اس لئے ان کی صحیح تعداد اور تفصیل بتانا مشکل ہے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگِ جمل کے موقع پر (یعنی ۳۶ھ میں) وہ صاحبِ اولاد تھے۔ اور ان کی بعض اولاد حضرت زبیرؓ کے بعض بیٹوں کی ہم سن تھی۔ ابنِ زبیرؓ کی ایک زوجہ "خولہ بنت منظور فزاریہ" کا نام تاریخ کی بعض کتابوں میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ اسی طرح بعض روایات میں ان کے چار بیٹوں خبیب۔ عباد۔ حمزہ اور زبیر کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ ابنِ زبیرؓ نے ۶۷ھ میں اپنے فرزند حمزہ کو بصرہ کا عامل مقرر کیا۔ لیکن جب انہوں نے اہلِ بصرہ پر زیادتیاں کیں تو ابنِ زبیرؓ نے انکو فوراً معزول کر دیا اور بصرہ کی امارت مصعب بن زبیرؓ کے سپرد کر دی۔

(صفحہ ۳۰۲ کے آگے) اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے تھے اور انہوں نے امہات المؤمنین کے وظائف مقرر کر دئے تھے۔ ابن زبیرؓ نے بھی برابر اس کا سلسلہ قائم رکھا" اس عبارت سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ ابن زبیرؓ بھی اپنے عہد خلافت میں امہات المؤمنین کو وظائف دیتے تھے۔ یہ صحیح نہیں واقعہ یہ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کے سوا سب امہات المؤمنین ابن زبیرؓ کے دعوی خلافت سے پہلے وفات پا چکی تھیں اور حضرت ام سلمہؓ نے بھی واقعہ حرہ کے بعد ۶۳ھ میں وفات پائی۔ [2] طبقات ابن سعد جلد ۸

[1] حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حلیہ یہ تھا۔ سفید رنگ، اکہرا جسم، رخسار دبے، گوشت کم، پیشانی بلند، آنکھیں قدرے اندر کو دھنسی ہوئی۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حجاج نے جب مکّہ معظّمہ کا محاصرہ کیا تو حمزہ اور خُبیب اپنے والد کا ساتھ چھوڑ کر حجاج کی پناہ میں چلے گئے البتہ ایک صاحبزادے زبیرؓ نے آخری دم تک والد کا ساتھ دیا۔ اور حجاج کی فوج کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ابنِ زبیرؓ نے اپنے ہاتھوں سے نوجوان فرزند کا لاشہ اٹھایا اور اسکی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر پھر شامیوں کے مقابلہ پر ڈٹ گئے۔

ابنِ زبیرؓ کی شہادت کے بیس سال بعد ان کے صاحبزادے خُبیب نے بھی بڑے المناک حالات میں وفات پائی۔ علامہ ابنِ کثیرؒ کا بیان ہے کہ ۹۳ھ میں مدینہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ولید بن عبدالملک کے حکم سے خبیب کو پچاس کوڑے لگوائے پھر سردی کے موسم میں ان کے سر پر ٹھنڈے پانی کی مشک چھوڑی گئی اور پھر ان کو دن بھر مسجدِ نبوی کے دروازے پر کھڑا رکھا گیا۔ وہ اس سختی کو برداشت نہ کر سکے اور اسی صدمہ سے فوت ہو گئے[1] عمر بن عبدالعزیزؒ نے ولید کے اس ظالمانہ حکم کی تعمیل تو کر دی لیکن اُن پر خُبیب کی مظلومانہ موت کا اس قدر اثر ہوا کہ انہوں نے اپنے عہدے سے استعفا دے دیا ان کو جب کبھی یہ واقعہ یاد آتا تو جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی۔

ذریعۂ معاش حضرت عبداللہؓ کے والد ماجد حضرت زبیرؓ بن العوام کا شمار اپنے دور کے دولت مند ترین لوگوں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنے بعد پانچ کروڑ سے زیادہ کا ترکہ چھوڑا۔ اس میں سے بائیس لاکھ قرض ادا کرنے کے بعد تیسرا حصّہ حضرت زبیرؓ کی وصیّت کے مطابق حضرت عبداللہؓ کو ملا۔ چنانچہ

---

[1] البدایہ والنہایہ جلد نہم

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شروع سے اخیر تک ان کی زندگی نہایت فراغت اور اطمینان سے بسر ہوئی۔

کفایت شعاری ابنِ زبیرؓ خرچ کے معاملہ میں بہت محتاط تھے اور اسراف کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ بعض مؤرخین نے ان کی کفایت شعاری کو بخل سے تعبیر کیا ہے لیکن یہ سراسر زیادتی ہے۔ ان کی سیرت پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ وہ جائز ضرورت کے موقع پر دل کھول کر روپیہ صرف کرتے تھے۔ جس کشادہ دلی سے انہوں نے ازواجِ مطہرات کی خدمت کی اور کعبہ کی تعمیر پر روپیہ صرف کیا اس کو دیکھ کر کون باور کرسکتا ہے کہ ان کی طبیعت میں بخل تھا۔ یہ صحیح ہے کہ ان کے مقابلہ میں بنو امیہ بے حد کشادہ دست تھے۔ اور ان کے حامیوں کو توڑنے کے لئے انہوں نے بے دریغ روپیہ لٹایا لیکن ابنِ زبیرؓ اس طرح دولت لٹانا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ نہایت متقی تھے۔ اور ان کو سخی کہلانا پسند نہ تھا اس لئے اپنی خالہ (حضرت عائشہ صدیقہؓ) اور والدہ (حضرت اسماءؓ) کے ذریعہ (بالواسطہ) سخاوت کیا کرتے تھے۔ وہ خود انہی لوگوں کو دیتے تھے جن کے بارے میں ان کو یقین ہوتا تھا کہ وہ فی الواقع عطا کے مستحق ہیں۔

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پینتیسواں باب

سیرتِ ابن زبیرؓ پر ایک عمومی تبصرہ

(۱)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں عمر بن قیس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "جب میں عبداللہ بن زبیرؓ کو دُنیا کا کوئی کام کرتے دیکھتا تھا تو میں یہ سمجھتا تھا کہ ان کو کبھی خدا یاد نہ آتا ہوگا اور جب کوئی دین کا کام کرتے ہوئے دیکھتا تھا تو سمجھتا تھا کہ ان کو کبھی طرفتہ العین کے لئے بھی دنیا کا خیال نہ آتا ہوگا۔"

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی سیرت پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ فی الواقع دین اور دنیا کا حیرت انگیز امتزاج تھے لیکن ان کی زندگی کے کسی ایک واقعہ سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کی "دنیا داری" میں کسی ذاتی غرض یا دُنیوی طمع کا دخل تھا یا ان کی دینداری اخلاص اور خشیتِ الٰہی سے خالی تھی۔ حقیقت میں دین اور دُنیا کے ہر معاملہ میں اُن کی نیت نیک تھی اور وہ جو کام کرتے تھے حق سمجھ کر کرتے تھے۔ آخر اسلام بھی تو اپنے ماننے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والوں سے یہی تقاضا کرتا ہے کہ وہ دین اور دُنیا میں توازن قائم رکھیں۔ دین یہ نہیں ہے کہ دنیا سے یکسر الگ ہو کر رہبانیت اختیار کر لی جائے۔ حقیقی دین تو یہ ہے کہ انسان دنیا میں رہ کر خدا سے غافل نہ ہو اور کسی حالت میں احکامِ خداوندی سے رُوگردانی نہ کرے۔ اصل میں ابنِ زبیر رضؓ دین اور دُنیا کے تمام کاموں کو بڑے انہماک اور یکسُوئی سے سرانجام دیتے تھے۔ اُن کے اسی انہماک اور یکسُوئی کو بعض مؤرخین نے اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ ان کی "دنیا داری" سے سیاسی طالع آزمائی کا شبہ پیدا ہوتا ہے لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ اگر ایک غیر جانبدار آدمی ابنِ زبیر رضؓ کی سیرت کا بنظرِ غائر مطالعہ کرے تو وہ فوراً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ان کا کردار سیاسی طالع آزمائی کے داغ سے بالکل پاک ہے۔ ایک ایسے دور میں جب ملوکیت نہایت تیزی سے خلافتِ راشدہ کی جگہ لے رہی تھی۔ دینی اور اخلاقی اقدار پامال ہو رہی تھیں۔ سرزمینِ کربلا آلِ رسول صؐ کے خون کے چھڑکاؤ سے سُرخ ہو چکی تھی، بنوامیّہ کے قاہر حکمرانوں کے خلاف مسلمانوں کے دردمند طبقے کی قیادت سنبھالنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ یہ تو شہادت گہِ اُلفت میں قدم رکھنا تھا۔ اس مقصد کے لئے سر سے کفن باندھ کر ہی میدان میں اترا جا سکتا تھا۔

ابنِ زبیر رضؓ نہ تو سلطان ابنِ سلطان تھے اور نہ صاحبِ طبل و عَلَم۔ ان کی سب سے بڑی متاع ان کی گزشتہ بے داغ زندگی اور دینِ حق سے والہانہ محبّت تھی۔ ارضِ حجاز کے مجبور اور دردمند عوام نے ان کو اپنی قیادت کیلئے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِسی لئے منتخب کیا کہ ان کے سامنے ابنِ زبیرؓ کی گزشتہ زندگی کھلی ہوئی کتاب کی طرح موجود تھی جس کے تمام اوراق ان کے محاسنِ اخلاق اور بلندیٔ کردار سے جگمگا رہے تھے۔ اگر وہ اس وقت مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے سے پہلوتہی کرتے تو وہی لوگ جو اُن پر ایک سیاسی طالع آزما ہونے کی تہمت دھرتے ہیں، شاید اُن کو بزدل ہونے کا طعنہ دیتے"۔

(۲)

ابنِ زبیرؓ کی سیرت میں ایک بات بہت نمایاں ہے وہ یہ کہ خلافت کا بارِ گراں اٹھانے کے بعد انھوں نے کبھی کسی جوڑ توڑ یا سازش میں حصہ نہیں لیا۔ حالانکہ ان کے عہدِ خلافت میں کئی مرحلے ایسے آئے کہ وہ چاہتے تو سیاسی جوڑ توڑ سے کام لے کر اپنے حریفوں کو چاروں شانے چت کر سکتے تھے لیکن خلافت سے پہلے اور خلافت کے بعد زندگی کے ہر دور میں انھوں نے اپنا ظاہر و باطن یکساں رکھا۔ جو موقف پہلے دن حق سمجھ کر اختیار کیا آخر دم تک اُس پر ڈٹے رہے۔ نہ کوئی ترغیب و تحریص ان کو اپنی راہ سے ہٹا سکی اور نہ دشمن کی زبردست قوت اور ناساعد حالات ان کو مرعوب کر سکے۔ ان کی جُرأت، بے خوفی، شجاعت، استقامت اور حق پسندی دیکھ کر لامحالہ اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ سیدنا امام حسینؓ کے بعد ابنِ زبیرؓ ہی حق پسند مسلمانوں کی قیادت کے سزاوار تھے اور کثیر التعداد صُلحائے اُمّت سمیت عامۃ المسلمین نے اگر اپنے ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیئے تو کچھ بیجا نہیں کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ اکثر لوگوں نے بعد میں حالات کی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ناسازگاری کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور آخری دم تک ابنِ زبیرؓ کا ساتھ نہ دیا۔ اگر ان کو اپنے جیسے چند ہزار بلکہ چند سو مستقل مزاج اور جری رفقاء مل جاتے۔ تو آج مسلمانوں کی تاریخ یقیناً کسی اور انداز سے لکھی جاتی۔

(۳)

بعض مؤرخین نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور محمد بن حنفیہؓ سے ابنِ زبیرؓ کی مخالفت کو بڑے بدنما انداز میں پیش کیا ہے۔ اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ ابنِ عباسؓ اور محمد بن حنفیہؓ نے بوجوہ ابنِ زبیرؓ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ابنِ زبیرؓ نے ان کے انکار کو چنداں اہمیت نہ دی اور ایک عرصہ تک ان سے کوئی تعرض نہ کیا۔ البتہ جب ان دونوں بزرگوں نے مختار بن ابی عبید ثقفی کی سرپرستی اور حمایت کی تو ابنِ زبیرؓ کے دل میں ان کی طرف سے کھٹک پیدا ہو گئی۔ اس سلسلہ میں جو واقعات پیش آئے ان کا ذکر اپنی جگہ پر آ چکا ہے۔ مختار کے قتل کے بعد ابنِ زبیرؓ نے جب ان دونوں بزرگوں سے پھر بیعت کا مطالبہ کیا تو وہ مستقرِ خلافت یعنی مکہ معظمہ سے طائف چلے گئے۔ ابنِ زبیرؓ چاہتے تو ان کو وہاں جانے سے روک سکتے تھے لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا اور نہ اُن کے طائف میں مقیم ہو جانے کے بعد اُن سے کوئی تعرض کیا۔

مختلف روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابنِ عباسؓ اور محمد بن حنفیہؓ دونوں ابنِ زبیرؓ کے فضائل کے معترف تھے البتہ ان کو بنو ہاشم سے باہر نہ ابنِ زبیرؓ کی خلافت منظور تھی اور نہ بنو امیہ کی لیکن ابنِ زبیرؓ کی شہادت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد انھوں نے بھی جان لیا کہ سیّدنا حسین رضؓ کے بعد بنوامیّہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا ابنِ زبیر رضؓ ہی کا کام تھا۔ ان کے بعد کسی میں اتنا حوصلہ نہ تھا کہ اموی اقتدار کے سیلاب کے آگے بند باندھ سکتا۔"

(۴)

ابنِ زبیر رضؓ کی سیرت میں یہ بات سب سے عجیب معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے کسی حالت میں بھی جوارِ مکہ چھوڑنا پسند نہیں کیا۔ یزید کی وفات کے بعد تمام عرب، عراق اور فارس ان کے قبضے میں تھے۔ اگر وہ حصین بن نمیر کی بات مان لیتے اور مکہ چھوڑ کر خود افواج کی باگ ڈور ہاتھ میں لے لیتے تو شاید بنی امیّہ کے قدم شام سے بھی اُکھڑ جاتے اور تاریخ میں ان کا کہیں ذکر نہ ہوتا لیکن انھوں نے مکہ چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ اور نہ خلافت کے لئے دریوزہ گری کی۔

ابنِ زبیر رضؓ جیسے شخص کے متعلق یہ گمان کرنا کہ وہ کسی خوف کی بنا پر مکہ سے باہر نہ نکلتے تھے کسی صورت میں صحیح نہ ہوگا۔ اصل میں انھیں حرمِ اقدس سے بے پناہ محبّت تھی اور ان کی خواہش تھی کہ اسی شہر میں سفرِ آخرت اختیار کریں۔ طبعی عمر کو پہنچ چکے تھے، اس لئے حرمِ پاک سے جُدا نہیں ہونا چاہتے تھے۔ خُدا کا محبُوب شہر انھیں بھی محبُوب تھا اور اسی شہر میں انھوں نے عدیم المثال استقامت اور شجاعت کا مظاہرہ کر کے اپنی جان جان آفریں کے سپُرد کی۔"

رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں جن کتابوں سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ان کے نام حسبِ ذیل ہیں :۔

۱۔ صحیح بخاری ــــــــــــــــ امام بخاری رح

۲۔ صحیح مُسلم ــــــــــــــــ امام مُسلم رح

۳۔ اُسدُ الغابہ ــــــــــــــــ ابنِ اثیر رح

۴۔ تاریخ الکامل ــــــــــــــــ ابنِ اثیر رح

۵۔ تاریخ الامم والملوک ــــــــــــــــ طَبَری رح

۶۔ طبقات ابنِ سعد ــــــــــــــــ ابنِ سعد رح

۷۔ البدایہ وَالنّہایہ ــــــــــــــــ حافظ ابنِ کثیر رح

۸۔ الاخبار الطوال ــــــــــــــــ ابو حنیفہ دینوَری رح

۹۔ مقدمہ و تاریخ ــــــــــــــــ ابنِ خلدون رح

۱۰۔ تاریخ الخلفاء ــــــــــــــــ جلال الدین سیوطی رح

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام ——— سید شاہ محمد کبیر ابوالعلا داناپوریؒ

۱۲۔ تاریخِ اسلام ——— اکبر شاہ خان نجیب آبادیؒ

۱۳۔ تاریخِ اسلام ——— شاہ معین الدین احمد ندویؒ

۱۴۔ سِیَرُ الصحابہ ——— شاہ معین الدین احمد ندویؒ

۱۵۔ تابعین ——— شاہ معین الدین احمد ندویؒ

۱۶۔ مشاہیرِ اسلام ——— مرتبہ نواب علی خان

۱۷۔ سیرۃ عائشہ رضؓ ——— سیّد سلیمان ندویؒ

۱۸۔ سِیَرُ الصحابہ ——— سعید انصاری مرحوم

۱۹۔ سِیَرِ نسواں ——— عبدالحلیم شررؒ

۲۰۔ تاریخِ ملت ——— قاضی زین العابدین میرٹھی

۲۱۔ مہاجرین (جلد اوّل) ——— حاجی معین الدین ندویؒ

۲۲۔ عشرہ مبشرہ ——— قاضی حبیب الرحمٰنؒ

۲۳۔ صحابیاتؓ ——— نیاز فتح پوری مرحوم

۲۴۔ سِیَرُ الصحابیاتؓ ——— سعید انصاری مرحوم

۲۵۔ صد صحابہؓ ——— مراد مارہروی

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیرتِ میزبانِ رسولؐ :

حضرت ابو ایوب انصاریؓ

۱۲ھ نبوّت میں جب فضائے مکہ پر مشرکین قریش کے زہرہ گداز جور و ستم اور شقاوت کی تیرہ و تار گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور انسان نما درندے خدائے واحد کے پرستاروں کو کھا جانے پر تُلے بیٹھے تھے۔ اسی سال کے موسم حج میں یثرب سے ایک قافلہ میں چھپتر نفوس قدسی مکہ پہنچے اور ایک رات رحمتِ عالمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ حضورؐ کے دستِ مبارک میں دے دیے اور عہد کیا کہ آپ یثرب تشریف لائیں تو اپنی جانوں، مالوں اور اولادوں کے ساتھ آپ کی حفاظت اور اعانت کریں گے۔ بیعتِ عقبہ کبیرہ میں شریک ان چھپتر سعید الفطرت یثربیوں میں بنو نجار کے رئیس ابو ایوبؓ بھی تھے ــــ اور ــــ پھر جب سید الانبیاءؐ کی ہجرتِ مقدسہ کے بعد زمینِ یثرب رشکِ فلک بن گئی تو یہی ابو ایوبؓ تھے جن کے گھر میں ماہِ رسالت نے پورے سات ماہ ضیا باری کی اور اس طرح اُن کو اُس ذاتِ اقدسؐ کا میزبان بننے کا لازوال شرف حاصل ہوا جو باعثِ تکوینِ روزگار ہے۔ اسکے بعد حضرت ابو ایوبؓ نے بدر سے بیعتِ رضوان تک اور فتح مکہ سے حجۃ الوداع تک ہر موقع پر رحمتِ عالمؐ کی ہم رکابی کا شرف حاصل کیا۔ حضورؐ کے وصال کے بعد بھی جہاد فی سبیل اللہ کے شوق نے انھیں گھر میں نہ بیٹھنے دیا۔ یہانتک کہ ۵۰-۵۱ھ میں جب ایک بحری مہم تسخیر قسطنطنیہ کیلیے روانہ ہوئی تو وہ اپنی ضعیف العمری کے باوجود اس میں بھی شریک ہو گئے اور میدانِ جہاد میں ہی خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ــــــ

یہ کتاب اسلام کے اسی بطلِ جلیل کی سیرت ہے۔ جناب طالب ہاشمی نے اُسے بڑی محبت، عقیدت، تحقیق اور تفحص کیساتھ قلم بند کیا ہے اور اسکو تاریخ اور سیرت کا ایک حسین امتزاج بنا دیا ہے۔ اس کو پڑھتے ہوئے آپ بلا مبالغہ کیف و سرور کے ایک ایسے چمن زار میں پہنچ جائیں گے جس کے گلہائے رنگا رنگ سے آپ کی آنکھوں کو طراوت حاصل ہوگی اور جنکی دلآویز خوشبو آپکے مشامِ جان کو معطر کر دیگی!

ناشر: قومی کتب خانہ - لاہور

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"